ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

10 ذوالقعدہ 1433ھ —— اکتوبر 2012ء

آج ہم سب، فخرِ رُسل محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لیے جمع ہوئے ہیں جن کی دی ہوئی عزت پر تمام موجودات کو ناز ہے۔

بنی نوع انسان کو عزت بخشنے والی ہستی کو کفار نے گالیاں دی ہیں۔

تمہاری محبت کا تو یہ عالم ہے کہ عام حالتوں میں کٹ مرتے ہو، کیا تمہیں معلوم نہیں؟

گنبدِ خضریٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تڑپ رہے ہیں۔

اُمہات المومنین سیدہ خدیجہ و سیدہ عائشہ پریشان ہیں اور تم سے اپنے حق کا مطالبہ کر رہی ہیں۔

اگر تم خدیجہ و عائشہ (رضی اللہ عنہما) کی ناموس کی خاطر جانیں دے دو تو کچھ کم فخر کی بات نہیں۔

یہ موت آئے گی تو پیامِ حیات لے کر آئے گی

ہمارا موقف قتل و غارت گری نہیں بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ برطانوی حکومت تعزیرات ہند میں ایک ایسی دفعہ کا اضافہ کرے جس کی رو سے بانیانِ مذاہب کے خلاف تقریر و تحریر کی پابندی ہو۔ اور اس کی خلاف ورزی کرنے والا مجرم قرار پائے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

راجپال کے خلاف جلسہ سے خطاب

۵/جولائی ۱۹۲۷ء، لاہور

- توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلم اُمہ کا ردِ عمل
- بلوچستان کا مسئلہ اور حکمرانوں کی ذمہ داریاں
- پاکستان کیخلاف عالمی پروپیگنڈہ مہم……مجرم کون!
- قربانی……حکمت اور مسائل و احکام
- مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

عیدالاضحیٰ کے موقع پر

قربانی کی کھالیں

مجلسِ احرارِ اسلام

کے شعبہ تبلیغ

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ

کو دیجیے

جملہ رقوم، عطیات، زکوٰۃ وعشر، صدقات
قیمت چرمِ قربانی بھیجنے کے لیے

چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری (مدرسہ معمورہ)
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم ملتان	061 - 4511961 0300-6326621
مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار چناب نگر	047 - 6211523 0345-7594257
مدرسہ معمورہ دفتر احرار لاہور	042 - 35912644 0300-4240910
مولوی محمد طیب مدنی مسجد چنیوٹ	0321-7708157
دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی	040 - 5482253
عبدالرحمٰن جامی جلال پور پیروالا	0301-7576369
مدرسہ معمورہ، میراں پور (میلسی)	0308-7944357
مدرسہ ختم نبوت گڑھا موڑ (میلسی)	0300-7723991
مدرسہ ابوبکر صدیق، تلہ گنگ	0300-5780390
ڈاکٹر عبدالرؤف ڈاکٹر ریاض احمد جتوئی (مظفر گڑھ)	0301-7465899 0301-5641397
رانا محمد نعیم (حاصل پور)	0334-7102404
مدرسہ ختم نبوت، بورے والا (وہاڑی)	0300- 6993318
مدرسہ محمودیہ معمورہ، ناگڑیاں (گجرات)	0301-6221750
محمد اشرف علی احرار، فیصل آباد	0300- 7623619
محمد اصغر لغاری، میر ہزار خان (مظفر گڑھ)	0333-6911112
عبدالکریم قمر (کمالیہ)	0333-6377304
مولانا فقیر اللہ رحمانی، رحیم یار خان	0301- 3660168
مولانا عبدالعزیز، مدنی مسجد بہاولپور	0333-6397740
شفیع الرحمٰن احرار (کراچی)	0314-2027529

الداعی الی الخیر

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 23 شمارہ 10 ذوالقعدہ 1433ھ — اکتوبر 2012ء
Regd.M:NO.32, I.S.S.N.1811-5411

فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

مجلسِ مشاورت
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com

تزئین
محمد نعمان سنجرانی
nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک -/200 روپے
بیرون ملک -/1500 روپے
فی شمارہ -/20 روپے

ترسیل زر بنام ماہنامہ نقیب ختم نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ریڈیو پاکستان چوک ملتان

تشکیل

دل کی بات:	بلوچستان کا مسئلہ..... حکمرانوں کی ذمہ داریاں	مدیر	2
شذرہ:	توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلم اُمہ کا ردِعمل	عبداللطیف خالد چیمہ	4
دین و دانش	توہین رسالت دہشت گردی ہے!	حضرت مولانا محمد صدیق صاحب	7
//	قربانی..... حکمت اور مسائل و احکام	مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ	11
//	آیت مباہلہ اور امامت سیدنا علی رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی	19
افکار:	ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں	عبدالمنان معاویہ	26
//	پاکستان کے خلاف عالمی پروپیگنڈہ مہم..... مجرم کون!	سہیل باوا (لندن)	28
//	باطل کا دماغ کب درست کرو گے؟	پروفیسر ابوطلحہ عثمان	31
شخصیات:	مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ.....	مولانا زاہد الراشدی	33
//	علم و عمل کا سچا کردار		
//	جیل سے آغا شورش کے خطوط	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	37
شاعری:	حج بیت اللہ کو یاد کر کے.........!	سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ	41
حسن انتقاد:	تبصرۂ کتب	جاوید اختر بھٹی، صبیح ہمدانی	42
آپ بیتی:	ورق ورق زندگی (قسط:۱۷)	پروفیسر خالد شبیر احمد	45
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	52
تراجم:	مسافران آخرت	ادارہ	62

رابطہ
www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com
دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبۂ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقام اشاعت: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات
مدیر

بلوچستان کا مسئلہ اور حکمرانوں کی ذمہ داریاں

بلوچستان کا مسئلہ نہایت سنگین اور خطرناک صورت اختیار کر گیا ہے۔ بلوچ رہنما شدید ناراض ہیں اور بلوچستان کے عوام سے ہونے والی زیادتیوں اور مظالم پر سراپا احتجاج ہیں۔ وہ قومی حقوق سے محرومیوں کے ردّعمل میں علیحدگی کی شاہراہ پر گامزن ہیں۔

۲۷ ستمبر کو سپریم کورٹ میں ''بلوچستان بدامنی کیس'' کی سماعت کے موقع پر بلوچستان نیشنل پارٹی کے سربراہ اور سابق وزیر اعلیٰ سردار اختر مینگل نے عدالتِ عظمیٰ میں پیش ہو کر اپنا تحریری بیان جمع کرایا اور مسئلے کے حل کے لیے اپنی تجاویز پیش کیں، جنہیں عدالتی حکم کا حصہ بنا دیا گیا۔

اختر مینگل نے اپنے بیان میں مؤقف اختیار کیا کہ بلوچستان میں خفیہ ایجنسیوں کے ڈیتھ سکواڈ قائم ہیں۔ بلوچستان میں مسلسل فوجی آپریشنز کے ذریعے عوام پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اور سینکڑوں کی تعداد میں لاپتہ افراد کا کوئی سراغ نہیں مل رہا۔

عدالتِ عظمیٰ نے اختر مینگل کے بیان پر صدر مملکت، وزیر اعظم، آرمی چیف اور انٹیلی جنس سربراہوں کا ردّعمل طلب کیا تو حکومت نے سب کی طرف سے مشترکہ جواب میں اختر مینگل کے بیان کو مسترد کرتے ہوئے مؤقف اختیار کیا کہ بلوچستان میں کوئی ڈیتھ سکواڈ نہیں اور لاپتہ افراد ہمارے پاس نہیں۔

جبکہ سپریم کورٹ نے ڈیتھ سکواڈ ختم کرنے کا حکم جاری کیا۔ چیف جسٹس نے کہا کہ لاپتہ افراد کی بازیابی کے لیے آخری حد تک جائیں گے اور بلوچستان کو تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اختر مینگل کا عدالت میں پیش ہونا اُن کے بارے میں غلط تأثر کی نفی ہے۔ سیاست دان مسئلے کو حل کرنے کے لیے کردار ادا کریں۔

سردار اختر مینگل نے مسئلہ بلوچستان کے حل کے لیے چھ نکات پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہماری تجاویز کو شیخ مجیب الرحمٰن کے چھ نکات سے مختلف نہ سمجھا جائے۔ حکمران انہیں تسلیم کر لیں ورنہ صورتِ حال بہتر نہیں ہوگی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ بنگالیوں کے خلاف ایک فوجی آپریشن نے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنا دیا جبکہ بلوچوں کے خلاف مسلسل فوجی آپریشنز کے باوجود ابھی تک ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

سردار اختر مینگل کی باتیں بہ ظاہر سخت اور کڑوی ہیں لیکن ان میں حب الوطنی کی خوشبو موجود ہے۔ دراصل یہ محرومیوں اور مظالم کا ردّعمل ہے۔ پاکستان کے حکمران اور سیاست دان حُب الوطنی کی خوشبو سے نفع اٹھائیں، بلوچوں کے زخموں پر مرہم رکھیں اور ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے کی کوشش کریں۔ حالات جس ڈگر پر جارہے ہیں اگر انہیں درست نہ کیا گیا تو قابو سے باہر ہو جائیں گے بنگلہ دیش کے قیام کے بعد پاکستان کسی دوسرے بڑے نقصان کا متحمل نہیں۔ اختر مینگل، محمود اچکزئی اور دیگر قوم پرست بلوچ رہنماؤں سے مذاکرات کر کے اُن کی تجاویز پر غور کرنا چاہیے۔

شیخ مجیب الرحمٰن نے کہا تھا کہ:

’’میں مشرقی و مغربی پاکستان میں رابطے کا آخری آدمی ہوں‘‘

ہمارے سیاست دانوں اور اسٹیبلشمنٹ نے مجیب کی سُنی اَن سُنی کر دی بلکہ بھٹو نے ڈھاکہ اجلاس میں جانے والوں کی ٹانگیں توڑنے کی دھمکی دی اور پھر نتیجہ بھی پالیا۔

دو برس قبل یہی الفاظ محمود اچکزئی بھی کہہ چکے ہیں کہ:

’’ہمارے بعد بلوچوں میں پاکستان سے رابطے کا کوئی آدمی نہیں‘‘

اور اب سردار اختر مینگل نے نواز شریف سے ملاقات میں کہا کہ:

’’ہماری تجاویز نہ مانی گئیں تو ہم علیحدگی پر مجبور ہوں گے، خون خرابے سے بہتر ہے کہ گلے لگ کر الگ ہو جائیں۔ خونی طلاق سے بہتر ہے کہ راضی کی طلاق لے لیں‘‘

شیخ مجیب الرحمٰن تحریک پاکستان کے پرجوش کارکن تھے۔ حکمرانوں کی نااہلیوں اور غلط پالیسیوں کے ردّعمل میں وہ ہم سے جدا ہوگئے۔ اسی طرح سردار عطاء اللہ مینگل، اکبر بگٹی اور دیگر بلوچ رہنما تحریک پاکستان کے حامی رہے اور انھوں نے پاکستان سے الحاق کیا۔ آج پھر حکمران، سیاست دان اور اسٹیبلشمنٹ وہی آموختہ دہرا رہے ہیں جس کا نتیجہ بنگلہ دیش سے مختلف نہیں ہوگا۔ امریکا اور اس کے اتحادیوں کی بھی یہی خواہش ہے۔ وہ افغانستان میں اپنی ذلت اور عبرت ناک شکست کا بدلہ پاکستان سے لینا چاہتے ہیں اور بلوچستان میں میدان لگا کر پاکستان کو مزید تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔

اکبر بگٹی کا قتل، سینکڑوں شہریوں کا لاپتہ ہونا، فوجی آپریشن اور دیگر معاملات پر سنجیدگی اور ٹھنڈے دل کے ساتھ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ابھی امید کی کرن باقی ہے اور اس سے روشنی حاصل کی جاسکتی ہے۔ ورنہ

گلشن کا خدا حافظ

☆☆☆

شذرہ

توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلم اُمہ کا ردِ عمل

عبداللطیف خالد چیمہ

نائن الیون کے بعد دنیا میں جو صلیبی جنگ شروع ہوئی وہ ہنوز جاری ہے اور اس کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ دشمن، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر رکیک حملے کر کے اپنا بخار ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن مسلمان ہیں کہ وہ بلاتفریق مسلک و وطن اپنا شدید ردِ عمل ظاہر کرتے ہیں، ۱۱ر ستمبر ۲۰۱۲ء کو انٹرنیٹ پر ایک ایسی فلم دکھائی گئی، جس کے مکالمے میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر رکیک جملے کسے گئے اور ذاتِ اقدس کا (معاذ اللہ) تمسخر اڑایا گیا۔

اطلاعات کے مطابق اِس توہین آمیز فلم کے پیچھے صہیونی صلیبی مافیا ہے جو ٹیری جونز اور جرائم پیشہ مصری نژاد قبطیوں پر مشتمل ہے جن کا مرکزی آلہ کار Nakoula Bassly Nakoula نامی قبطی بتایا جاتا ہے، جس نے ایک اسرائیلی یہودی Sambacile کے نام سے یہ اشتعال انگیز فلم بنائی (فرائیڈے اسپیشل کراچی)

میڈیا پر اس فلم کا تذکرہ ہوتے ہی پاکستان سمیت تمام اسلامی ممالک میں اس پر احتجاج شروع ہو گیا اور امریکہ و یورپ سمیت دنیا بھر میں بسنے والے مسلمان بھی احتجاج میں شریک ہو گئے جس سے ایک بات پھر سامنے آئی کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت و رسالت کے مسئلہ پر کمزور سے کمزور مسلمان بھی ایک ہی رائے رکھتا ہے۔

اِس احتجاج نے ملک کے طول و عرض کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ۲۱ر ستمبر کو حکومت نے چھٹی کر کے سرکاری سطح پر یوم عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا اعلان کیا، وزیر اعظم نے اپنے سیکرٹریٹ میں اس سلسلہ میں منعقدہ اجتماع میں جو تقریر کی وہ خوش آئند تھی لیکن سڑکوں اور چوراہوں پر پولیس اور بعض سرکاری اداروں نے لوگوں کو مشتعل کر کے جو کھیل کھیلا وہ بہت ہی قابل مذمت ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ قادیانی جماعت اس سارے مسئلہ پر امریکہ اور گستاخ یہودی لابی کے ساتھ نظر آئی، امریکہ میں موجود قادیانی کمیونٹی کے نیشنل ڈائریکٹر آف پبلک افیئر ز امجد محمود خاں نے مسلمانوں کے رویے کی مذمت کی۔

گو کہ حالیہ تحریک تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تادم تحریر کسی مرکزی تنظیمی نظم کے بغیر ہی چل رہی ہے اور تمام مکاتب فکر اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد اور تنظیمیں اپنی اپنی سطح پر سرگرم عمل ہیں۔

ہمارے لیے خوشی کا باعث ہے کہ جماعۃ الدعوہ پاکستان نے ۲۶ر ستمبر بدھ کو اسلام آباد میں اِس حوالے سے ''قومی مجلس مشاورت'' منعقد کر کے پوری قوم کی نمائندگی کی، قومی سطح پر اس ''مجلس مشاورت'' میں حافظ محمد سعید کی میزبانی میں مولانا فضل الرحمٰن، مولانا سمیع الحق، سید منور حسن، قاضی حسین احمد، ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر، جنرل (ر) حمید گل، مولانا محمد احمد لدھیانوی، پیر سیف اللہ خالد، حافظ حسین احمد، مولانا عزیز احمد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، لیاقت بلوچ، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، مولانا عبدالخالق، مولانا عبدالحق خاں بشیر، مولانا شمس الرحمٰن معاویہ، مولانا امیر حمزہ، پروفیسر عبدالرحمٰن مکی، قاری محمد یعقوب شیخ، یحیٰی مجاہد، سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا محمد خاں قادری اور

ڈاکٹر محمد رفیق غنچہ سمیت بیسیوں افراد نے اپنی اپنی جماعتوں اور اداروں کی نمائندگی کی، مجلس احرارِ اسلام کی نمائندگی راقم السطور نے کی، اعلامیہ پیش خدمت ہے۔

''قومی مجلس مشاورت برائے تحفظ حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے ہونے والی آل پارٹیز کانفرنس کے مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان، سعودی عرب، ترکی، مصر اور دیگر مسلم ممالک کے حکمران عالمی سطح پر خاتم المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام انبیاء کی شان میں گستاخی کی سزا موت کا قانون پاس کروانے کے لیے مضبوط کردار ادا کریں۔ تمام آسمانی مذاہب کی توہین کو عالمی سطح پر فوجداری جرم قرار دینے کے لیے فوری کوششیں کی جائیں۔ قومی مجلس مشاورت مسلم ممالک سے مطالبہ کرتی ہے کہ اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل توہین انبیاء کے مسئلہ پر قانون سازی نہیں کرتے تو مسلم ممالک ان اداروں سے الگ ہو کر اپنی مسلم اقوام متحدہ، مشترکہ دفاعی اور اقتصادی نظام تشکیل دیں اور اسلام، قرآن و نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیا جائے۔ مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین پر مشتمل نمائندہ وفد مسلم ممالک میں بھیجا جائے گا جو خادم الحرمین شریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز سمیت دیگر مسلم ملکوں کے سربراہان سے ملاقاتیں کر کے انہیں امت مسلمہ میں پائی جانیوالی بے چینی اور تحفظ حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلہ پر ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرے گا۔ قومی مجلس مشاورت کا وفد مسلم سفراء سے بھی ملاقاتیں کرے گا۔ مسلم حکمرانوں کو خطوط بھجوائے جائیں گے اور یادداشتیں پیش کی جائیں گی تاکہ تحفظ حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلہ پر چلائی جانیوالی تحریک کو نتیجہ خیز بنانے کیلیے بھرپور کوششیں کی جاسکیں۔ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ اہل مغرب کے بعض شدت پسند عناصر کی طرف سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیوں پر پوری امت مسلمہ گہرے صدمہ سے دوچار اور سخت غم و غصہ کی کیفیت میں ہے۔ امریکی صدر اوبامہ کا اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں دیا گیا یہ بیان کہ ''گستاخانہ فلم پر پابندی نہیں لگا سکتے'' اس بات کی دلیل ہے کہ امریکی حکومت بھی اس انتہائی قبیح جرم میں برابر کی شریک ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایسی حرکتیں دنیا میں تہذیبوں کے تصادم اور تیسری عالمی جنگ کے آغاز کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہیں۔ ملعون پادری ٹیری جونز اور یہودی سام بیسائل سمیت گستاخانہ فلم بنانے اور چلانے والوں کو پھانسی کے پھندے پر لٹکایا جائے۔ امریکہ ایسا نہیں کرتا تو مسلم ممالک امریکہ سے سفارتی تعلقات معطل کریں، اپنے سفیروں کو واپس بلایا جائے اور اس بات کا دوٹوک اعلان کیا جائے کہ جب تک گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کیفر کردار تک نہیں پہنچایا جاتا وہ ان کے ساتھ کیے گئے کسی قسم کے معاہدوں پر عمل درآمد کے پابند نہیں ہوں گے۔ شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخیاں کرنے والے امریکہ اور نیٹو فورسز کی سپلائی لائن مستقل طور پر بند کی جائے۔ کنٹینرز مالکان اور ڈرائیور حضرات حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مظاہرہ کرتے ہوئے لاکھوں مسلمانوں کی قاتل نیٹو فورسز کے لیے سپلائی لے جانے سے انکار کردیں۔ توہین آمیز امریکی فلم پر پوپ بینی ڈکٹ اور لارڈ بشپ آف کنٹربری کی خاموشی افسوس ناک ہے۔ وہ اپنی پوزیشن فی الفور واضح کریں وگرنہ مسلمان یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخیاں کرنے والوں کو ان کے مذہبی پیشواؤں کی مکمل مدد و حمایت حاصل ہے۔ او آئی سی کا سربراہی اجلاس بلا کر ملعون پادری ٹیری جونز جیسے مذہبی جنونیوں کی گستاخیاں روکنے کے لیے مشترکہ لائحہ عمل ترتیب دیا جائے۔ حکومت پاکستان کی طرف سے توہین آمیز فلم پر محض امریکی ناظم الامور کی دفتر خارجہ طلبی کافی نہیں۔ حکمران نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ کے سلسلہ میں قائم اتحاد سے

باہر نکلیں اور تحفظ حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے امت مسلمہ کے جذبات کی ترجمانی کی جائے۔ تحفظ حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک کو گلی محلے کی سطح پر منظم کیا جائیگا اور پورے ملک میں حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مارچ، احتجاجی مظاہروں، ریلیوں، جلسوں اور حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنسوں کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔ بڑے شہروں میں علماء کنونشن بھی منعقد کیے جائیں گے۔ ۲۱ رستمبر کو یوم عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر زبردست احتجاج کرنے پر قوم کو خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے اور مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اس روز یا اس حوالے سے گرفتار تمام لوگوں کو فوری رہا کیا جائے۔ اعلامیہ میں مزید کہا گیا ہے کہ خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پہنچایا گیا دین اسلام حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہا الصلوۃ والسلام سمیت تمام آسمانی کتب اور انبیاء کرام کی نبوت ورسالت اور عزت وعصمت کا تحفظ کرتا ہے۔ ایسی عظیم شخصیت کی تعلیمات کو اہل مغرب کی طرف سے اپنی تہذیب وثقافت کے لیے خطرہ کے طور پر پیش کرنا انتہائی قابل مذمت حرکت ہے۔ اس سے باہمی احترام اور مذاہب کے درمیان کشیدگی کم کرنے کی کوششوں کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ فرانس میں گستاخانہ خاکے چھاپ کر مسلمانوں کے احتجاج پر پابندی اس بات کی کھلی گواہی ہے کہ آزادیٔ اظہار صرف مسلمانوں کے خلاف ایک ہتھیار ہے۔ دنیا اس بات کا بھی نوٹس لے۔ توہین آمیز امریکی فلم بنانے اور مغرب میں شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخیاں کرنے والے اس کے خوفناک نتائج سے نابلد ہیں۔ ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمانوں کی دل آزاری اور کشیدگی کا ماحول پیدا کرنے کی بجائے مغرب کو اپنی منفی پالیسیاں ترک کرنی چاہئیں''۔

ہماری رائے میں یہ مشترکہ اعلامیہ پوری قوم کے دل کی آواز ہے اور اِس کو آگے بڑھانے کے لیے ہمیں عملی اقدامات کی طرف آنا چاہیے۔

نیشنل عوامی پارٹی کے رہنما اور وفاقی وزیر ریلوے حاجی غلام احمد بلور نے گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے والے کے لیے انعام مقرر کرنے کا اعلان کر کے سب کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے، ہم اُن کے اِس علامتی اعلان کا خیر مقدم کرتے ہوئے تمام سیاستدانوں سے کہنا چاہیں گے کہ وہ بھی اپنے رویوں کا جائزہ لیں، ایسا نہ ہو کہ قوم خود آپ کا جائزہ لینے پر مجبور ہو جائے۔

علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران وتاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور
اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس
کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-37122981-37217262

مسلمان سربراہانِ مملکت بالخصوص صدرِ پاکستان خصوصی توجہ فرماویں

توہینِ رسالت دہشت گردی ہے!

حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم العالیہ
(شیخ الحدیث جامعہ خیرالمدارس ملتان)

تقریباً وقتاً فوقتاً سربراہان مملکت اعلان کرتے رہتے ہیں کہ دہشت گردی روکیں گے، دہشت گردی جڑ سے اکھیڑ دیں گے اور دہشت گردی ختم کرنے میں ایک دوسرے سے تعاون کریں گے۔ خصوصاً صدرِ مملکت جہاں کہیں بھی دورے پر گئے مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا کہ دہشت گردی ختم کرنے میں ایک دوسرے سے تعاون کریں گے۔

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دہشت گردی کی وضاحت نہیں کی جاتی کہ دہشت گردی کیا ہے؟ حتیٰ کہ اعلانِ مکّہ میں بھی دہشت گردی کی وضاحت نہیں کی گئی۔ بظاہر ان کے نزدیک دہشت گردی یہ ہے کہ امریکہ مخالف جہادی تنظیمیں دہشت گرد ہیں یا جو بھی امریکہ مخالف ذہن رکھتا ہے وہ دہشت گرد قرار دیا جاتا ہے اور اس کو القاعدہ کا ساتھی قرار دے کر امریکہ کے حوالے کیا جاتا ہے یا منظر سے غائب کر دیا جاتا ہے۔ جس کا کسی کو بھی علم نہیں ہوتا کہ وہ زندہ ہے یا مردہ، اپنے ملک میں ہے یا کسی دوسرے ملک کے حوالے کر دیا گیا۔ اس سے زیادہ ان سربراہان کے نزدیک دہشت گردی کا کوئی تصور نہیں ہے اس لیے کہ ہمارے سربراہان مرعوب ہونے کی وجہ سے امریکہ کی بتلائی ہوئی دہشت گردی کو ہی دہشت گردی کہتے ہیں۔

دہشت گردی کی تعریف:

''دہشت گردی''...... یہ فارسی زبان کا لفظ ہے اور فارسی کی مشہور لغت غیاث اللغات صفحہ ۲۱۹ پر دہشت کا معنیٰ لکھا ہے حیرت وسراسیمگی اور صفحہ ۲۶۷ پر سراسیمہ کا معنی شوریدہ یعنی پریشان لکھا ہے۔ اسی طرح عربی لغت مصباح اللغات صفحہ ۲۳۹ پر **دهشاً** کا معنی متحیر ہونا لکھا ہے۔ لغت کی ان دونوں کتابوں سے معلوم ہوا کہ دہشت کا معنی ہے حیرانی، پریشانی، مدہوشی اور دہشت گرد کا معنی ہے حیرانی، پریشانی اور مدہوشی پھیلانے والا۔ لہٰذا ہر وہ شخص دہشت گرد کہلائے گا جو انسانوں کو پریشانی میں مبتلا کرتا ہے اور امنِ عامہ کو نقصان پہنچاتا ہے، جس سے عوام پریشان ہو جاتی ہے۔ دہشت گرد اپنی قوت کے ذریعے دوسرے کی رائے بدل دیتا ہے۔ اسی طرح جو بھی شخص انسانوں کی قیمتی چیزوں کا نقصان کرے وہ دہشت گرد ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دہشت گردی کو روکنے کے لیے ایک اصول تجویز فرمایا ہے:

''**المسلم من سلم المسلمون من لسانه و يده**'' یعنی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں۔

گویا کہ دہشت گردی کی ابتدا زبان اور ہاتھ سے ہوتی ہے۔ اگر ابتدائی مرحلہ میں ہی روک دی جائے تو ملک میں امن و سلامتی پھیلتی ہے کہ اسلام نام ہی امن وسلامتی کا ہے۔ سب سے پہلے انسان زبان سے گالی اور ہاتھ سے تھپڑ اور مکے کے

ذریعے دوسرے کو پریشان کرتا ہے اگر اس پر ابتدا میں ہی قابو پالیا جائے تو دہشت گردی ابتدا میں ہی ختم ہو جاتی ہے۔

ہاتھ کی دہشت گردی پروان چڑھتی ہے تو دوسروں کے مال کی چوری کرنا، ڈاکے ڈالنا، قتل کرنا، دوسرے کے گھر طاقت کے زور سے گھس جانا، دوسرے کے گھر یا زمین پر قبضہ کر لینا جیسے جرائم سرزد ہوتے ہیں۔ جس سے لوگ پریشان ہوتے ہیں اور امن عامہ خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اسی بنا پر اگر کوئی ملک دوسرے ملک پر چڑھائی کر دیتا ہے تو بڑے درجہ کی دہشت گردی شمار ہوگی۔ جیسا کہ امریکہ افغانستان میں گھس کر یا پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ڈرون حملوں کے ذریعے اور اسی طرح انڈیا، کشمیر میں گھس کر دہشت گردی کر رہے ہیں اور کوئی ملک بھی ان کو رکنے کی بات نہیں کر رہا۔

ایسے ہی جب زبان کی دہشت گردی پروان چڑھتی ہے تو الزام لگا کر یا جھوٹا مقدمہ درج کروا کے یا جھوٹی گواہی دے کے یا جھوٹی تہمت لگا کر لوگوں کو پریشان کرتی ہے اور امن عامہ کو تباہ کرتی ہے۔ اس کا سدباب کرنے کے لیے اسلام نے تعزیر اور زنا کی تہمت (چونکہ سنگین دہشت گردی ہے اس لیے اس) کی سزا اسی کوڑے مقرر کی ہے تاکہ امن عامہ میں خلل نہ آئے اور نقض امن نہ ہو۔ جب سے کافروں کا مسلمان ملکوں پر تسلط ہوا ہے اس وقت سے کفار نے اسلحہ کے زور پر مسلمان ملکوں میں دہشت گردی پھیلا رکھی ہے۔ اسی طرح سے انہوں نے زبان کی دہشت گردی کو انتہا تک پہنچا کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کی توہین کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے جو کہ تمام مسلمانوں کے لیے پریشانی کا سبب ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کی توہین اتنی سنگین دہشت گردی ہے کہ ہر مسلمان محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ناقابلِ برداشت اذیت محسوس کرتا ہے یہاں تک کہ توہین کرنے والے کو مارنے کے لیے بھی تیار ہو جاتا ہے۔

ایک ضابطہ ملحوظ رہے کہ دوسرے کی جان، مال، عزت پر حملہ کرنے والا دہشت گرد ہے اور ان چیزوں کی حفاظت کرنے والا مجاہد کہلاتا ہے، اگر ان چیزوں کو بچاتا ہوا مارا جائے تو شہید کہلاتا ہے۔ اس لیے جو ناموسِ رسالت پر حملہ کرتا ہے وہ دہشت گردی کرتا ہے اور جو اس کی پاسبانی کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید کہلاتا ہے۔

اس سے دو امر ثابت ہوئے۔

(۱) کسی کی جان، مال اور عزت پر حملہ کرنے والا دہشت گرد ہے۔

(۲) دہشت گردی کا مقابلہ کرتے ہوئے مارا جانے والا شہید ہے اور ردِ عمل میں دہشت گرد کو مارنے والا مجاہد ہے دہشت گرد نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا سب سے بڑا دہشت گرد ہے:

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا ایک شخص کو نہیں بلکہ کل اُمّتِ مسلمہ کو پریشانی میں مبتلا کرنے والا ہے لہٰذا یہ سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے والا قرآن پاک کی رُو سے واجب القتل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں ان کے لیے دنیا میں اور آخرت میں اللہ کی

طرف سے لعنت اور آخرت میں ان کے لیے دردناک عذاب ہے تیار ہے۔''

دنیا میں لعنت کا مطلب یہ ہے کہ اس کو قتل کیا جائے گا۔لہٰذا یہ جرم قابلِ قتل ہوا تو ایسے مجرم کو دہشت گرد قرار دیا جائے گا جس کا مرتکب قابلِ قتل ہو۔

۳۔ جس کارروائی کے ردِ عمل میں قتل کا حکم ہو وہ دہشت گردی ہے اور توہینِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ردِ عمل میں قتل کرنے کے واقعات معروف ہیں مثلاً متحدہ ہندوستان میں غازی علم الدین شہید اور پاکستان (سندھ) میں حاجی مانک شہید کے قصے معروف ہیں۔

۴۔ جس ذات کی عزت پر مسلمان جان، مال اور اولاد قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اس کی توہین کا بدلہ لینے کے لیے تمام مسلمان اپنی جان، مال، اولاد اور عزت قربان کرنے کے لیے تیار ہیں اس لیے توہینِ رسالت کو سب سے بڑی دہشت گردی قرار دیا جائے گا۔

۵۔ اسلام میں ڈاکہ، قتل، زنا کی سزا قتل ہے اور تمام اقوام ڈاکو، قاتل اور زانی کو دہشت گرد قرار دیتی ہیں اسی طرح اسلام میں توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم موجبِ قتل جرم ہے لہٰذا اس کو بھی دہشت گردی قرار دیا جائے گا۔

خلاصہ:

توہینِ رسالت دہشت گردی ہے اور حالیہ احتجاجات کو تمام مسلمان ملکوں کی عوام میں پریشانی، بے قراری کے پیدا ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔

مسلمان سربراہوں سے درخواست:

☆ اپنے تمام ملکوں میں عدالتوں کے ذریعے قانون پاس کروائیں کہ توہینِ رسالت کرنے والا دہشت گرد ہے اور تمام مسلمان عدالتیں اس توہین کو دہشت گردی قرار دیں۔ نیز اقوامِ متحدہ سے بھی توہینِ انبیاء علیہم السلام کو دہشت گردی قرار دلایا جائے۔

☆ تمام مسلمان سربراہ اعلان کریں کہ توہینِ رسالت کرنے والا ہمارے قانون کی رو سے دہشت گرد ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔ لہٰذا توہینِ رسالت کرنے والے مجرم کو ہمارے حوالے کیا جائے۔

☆ جب تک یورپی ممالک ان دہشت گردوں کو مسلم سربراہوں کے حوالے نہ کریں اس وقت تک تمام مسلمان سربراہ کسی مجرم کو ان کافروں کے حوالے نہ کریں۔

☆ تمام مسلمان سربراہ اعلان کریں کہ آزادیٔ رائے کی آڑ میں توہینِ رسالت کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

☆ کیا آزادیٔ رائے کی آڑ میں حکومت کے خلاف بغاوت کی اجازت دی جا سکتی ہے؟

☆ کیا آزادیٔ رائے کی آڑ میں بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کی جا سکتی ہے؟

☆ کیا آزادیٔ رائے کی آڑ میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کی اجازت دی جا سکتی ہے؟

☆ کیا آزادیٔ رائے کی آڑ میں صدرِ مملکت کو گالیاں دی جا سکتی ہیں؟

اسلام میں دہشت گردی کی انتہا یہ ہے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر حملہ کر کے ان کی توہین کی جائے۔ اسلام میں اس کی سزا قتل ہے اور یہ نا قابلِ معافی جرم ہے۔ اس لیے مغرب کی پیروی میں جو مسلمان کہلانے والے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں یا غیر مسلم اقلیت کے جو افراد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں، اسلام نے ان کی سزا قتل رکھی ہے اور اس قانون کا نام ہے ''قانون تحفظِ ناموسِ رسالت''

اب جو مرد یا عورت' قانون تحفظِ ناموسِ رسالت میں ترمیم کرنا چاہے یا ختم کرنا چاہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ توہینِ رسالت کا دروازہ کھولنا چاہتا ہے اور وہ بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کی توہین کا مرتکب ہو کر دہشت گردی پھیلانا چاہتا ہے جس سے تمام مسلمان پریشان اور اذیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس قانون کا استعمال غلط ہوتا ہے تو اس کا یہ حل نہیں کہ اس قانون کو ختم کر دیا جائے بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ مقدمہ درج کرنے کا طریقہ کار ہی ایسا اختیار کیا جائے جس میں یہ شبہ ہی نہ رہے کہ اس قانون کا استعمال غلط ہوا ہے اور اگر بالفرض آپ کے نزدیک اس کا یہی ایک حل ہے کہ اس قانون کو ختم کر دیا جائے تو پھر جتنے بھی قوانین کا غلط استعمال ہوتا ہے ان سب کو ختم کرنا پڑے گا۔ مثلاً چوری، زنا، ڈاکہ اور زمین کے جھوٹے مقدمے درج کرائے جاتے ہیں اور غریب طبقے کا استحصال کیا جاتا ہے اور ماورائے قانون یہ سب کچھ ہوتا ہے ان قوانین کو بھی پھر ختم کر دیا جائے۔

اب ذمہ داری پارلیمنٹ پر ہے کہ وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کی توہین کو دہشت گردی کے زمرے میں لائے۔ عدلیہ کی ذمہ داری یہ ہے کہ جیسے خودکش حملہ کرنے والا، بم دھماکہ کرنے والا، قتل کرنے والا، ڈاکہ ڈالنے والا دہشت گرد ہے ایسے ہی توہینِ رسالت کا ارتکاب کرنے والا دہشت گرد ہے۔ عدالت توہینِ رسالت کا ارتکاب کرنے والے کو دہشت گرد قرار دے نہ یہ کہ توہین رسالت کے مرتکب کو قتل کر کے ناموسِ رسالت پر فدا ہونے والے کو دہشت گرد قرار دے۔

اس تفصیل کو جاننے کے بعد سوچنے کی بات یہ ہے کہ شیری رحمٰن نے قانون تحفظِ ناموسِ رسالت میں ترمیم کا بل پیش کر کے کسی دہشت گردی کا ارتکاب تو نہیں کیا تھا؟ جس سے سارے مسلمان پریشانی میں مبتلا ہوئے۔ اور اسی طرح عاصمہ جہانگیر نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر کے دہشت گردی نہیں پھیلائی تھی؟ جس کے نتیجے میں پارلیمنٹ کے ارکان نے قانونِ تحفظِ ناموسِ رسالت کا بل پاس کر کے قانون بنایا تھا اور وہ اس پر قائم ہے اس نے ابھی تک توبہ نہیں کی۔ ایسے ہی جب تحفظِ ناموسِ رسالت کے لیے ملک گیر ہڑتال کی گئی تو عاصمہ جہانگیر نے یہ بیان دیا کہ ''مُلا ڈنڈے کے زور پر ہڑتال کرا سکتا ہے لیکن دل نہیں جیت سکتا اور اس نے سڑکوں پر دہشت گردی پھیلائی ہے'' کیا یہ بیان دہشت گردی نہیں؟

یہ دونوں مستورات جو کہ عملاً مکشوفات ہیں اس قانون کو ختم کرانے کی سعیٔ لاحاصل کر کے دہشت گردی تو نہیں پھیلا رہے ہیں؟ ایسے ہی ان کو مملکت میں اعلیٰ مناصب دے کر ملک کے سربراہان دہشت گردی کرنے والوں کی سرپرستی تو نہیں کر رہے؟

قربانی......حکمت اور مسائل و احکام

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اسلام امن وسلامتی کا ہی نام ہے اسلام کے ہر عمل سے سلامتی پیدا ہوتی اور امن پھیلتا ہے ہر باشعور آدمی غور وفکر کی نعمت سے اس حقیقت کو پا سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی آمد سے قبل انسانوں کے اعمال جس برائی، خباثت اور شیطنت سے آشنا ہو چکے تھے اسلام نے انہی اعمال کو اسوۂ حسنہ میں پابند کر کے محبت، آدمیت، امن، سلامتی اور عافیت پیدا کر دی۔ غور فرمایئے قبائل کے سردار اور ان کے ساتھی کھانا کھا رہے ہیں ہمہ قسم نعمت ان کے سامنے چن دی گئی ہے مگر کیا مجال کہ غلام اس کی طرف دیکھ بھی جائے۔ روساء وبزرجمہر کھا پی کے فارغ ہوں گے۔ تو بچا کھچا ان کے منہ میں بھی پہنچ جائے گا جو غلام ہونے کا طعنہ سینے پر سجائے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ یہ اسلام ہی ہے جس نے آ کر مکارم اخلاق پیدا کئے۔ اسی معاشرے میں غلام کو آقا کے برابر اور فقیر کو امیر جیسا کر دیا۔ من وتو کی تمیز ختم کر دی۔ معاشرے میں حسن پیدا کیا۔ جو نہ کلیوں میں نہ غنچوں میں، نہ پھولوں میں نہ بہاروں میں ہے۔ دنیا کے کسی نظام میں بھی یہ حسن وخوبی، یہ برابری وبرادری نہیں ہے۔ دنیائے فکر میں انقلاب بپا کیجئے اور چودہ سو برس کی الٹی زقند لگایئے۔ چشم خرد کھولیے اور ملاحظہ کیجئے کہ مولائے کائنات سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ لکڑی کے ایک پیالے میں لقمے لگا لگا کر کھا رہے ہیں۔ غلام آقا کے روبرو ہے نظر وتوجہ کی نعمتوں سے بھی مالا مال ہو رہا ہے اور معاش ومعاد کے لمحے بھی سنوار رہا ہے۔ جی ہاں یہ وہی بلال ہے جسے کفارِ مکہ کا جمہوری نظام اور جمہوری گماشتے اپنے برابر دیکھنا نہیں چاہتے تھے اور اسے غلام ہی مارنا چاہتے تھے، اسی طرح قربانی کا عمل بھی معاشرے میں امن وسلامتی اور بلندی پیدا کرتا ہے۔

قربانی تو زمانہء جاہلیت میں بھی امن وسلامتی اور سفر کے خطرات سے بچاتی تھی۔ عرب کا معمول تھا کوئی شخص اگر حج کے لیے آمادہ سفر ہے تو اسے اپنے قربانی کے جانوروں کے گلے میں پٹے ڈال کر ساتھ رکھنا پڑتا۔ اور یہ قربانی کا پٹہ ہی راستے کے خطرات ومشکلات کے نہ بچنے کی علامت ہوتا۔ نتیجہ یہ نکلتا کہ ایسا مسافر اپنے ساز وسامان سمیت منزل مراد پر پہنچ جاتا۔ حج کرتا، قربانی دیتا اور رضاء الٰہی کی نعمتیں سمیٹتا واپس لوٹ جاتا۔ قربانی کے اس جانور کو ہُدی کہا جاتا ہے۔ ویسے عربوں میں یہ دستور تھا کہ دین ابراہیمی کے مطابق وہ چار مہینوں کا بہت احترام کرتے یعنی رجب، ذی قعد، ذی الحج، اور محرم...... یہ مہینے پر امن اور عافیت وسلامتی کے مہینے تھے قرآن کریم نے بھی ان مہینوں کے باعزت وباوقار ہونے کا ذکر فرمایا ہے **مِنها اربعۃٌ حُرم** ان میں سے چار بہت معزز ہیں۔

انہی چار ماہ کے اعزاز واکرام میں عرب اپنی جاہلیت کی عادتیں، لڑائی جھگڑے ختم کر دیتے تھے۔ ذی الحجہ کا مہینہ بھی انہی مکرم ومحترم مہینوں کا حصہ ہے۔ جس میں قربانی، حج اور عبادات اس کا جزو لاینفک ہے۔ اس لیے بھی یہ امن وامان اور عافیت وسلامتی کا پیغام سرمدی ہے۔ امن عامہ کی نوید الٰہی ہے۔ مگر ہمارے معاشرہ میں چونکہ اسلام کو ثانوی حیثیت دیدی گئی ہے اور جمہوریت کو پہلی پوزیشن اس لیے موجودہ معاشرے پر پھٹکار پڑ رہی ہے۔ عرب جہلا تو پٹے والے قربانی کے جانوروں کی لوٹ مار نہیں کرتے تھے۔ ''یہ

جمہوریت زادے'' اور ''روشن خیال'' تو وہ بھی نہیں چھوڑتے۔ اس عمل خبیث میں یہ اُن سے بھی آگے نکل گئے۔ لوگوں نے مہندی، جھانجر، زنجیر اور پٹے قربانی کی تمام نشانیوں سے اپنے قربانی کے جانوروں کو مرصع کیا ہوتا ہے مگر یہ فرزندانِ ناہموار اسے بھی چوری کرنے سے باز نہیں آتے اگر ''لبرل اسلام'' کے ماننے والے منافقین اپنے رویے تبدیل کر کے حقیقی اسلام کے پیروکار بن جائیں یعنی مکمل مومن بن جائیں تو امت کو یہ روز سیاہ دیکھنا نصیب نہ ہو! اس پر مستزاد یہ کہ ان چوروں اور حرام خوروں کو پاکستان کی رسوائے زمانہ تعزیرات سزا نہیں دیتی بلکہ ''لبرل اسلام'' کی نمائندہ کمیونٹی جو حدود اللہ کو ''وحشیانہ'' سزائیں کہتی ہے وہ وحشی اور جنگلی بھی اس درندگی پر بہت پریشان ہیں مگر امن قائم نہیں کرسکے۔ جو دن بھی طلوع ہوتا ہے، وہ فسق وفجور کی تمازت بڑھا دیتا ہے۔ خود کو ترقی یافتہ کہنے والے یورپ کے اندھے مقلد پاکستان میں خیر پیدا نہیں کرسکے۔ پاکستان کی سیکولر سیاسی قوتیں شر، فتنہ و فساد اور تباہی کی نمائندگی کرتی، اسے پھیلاتی اور حکومت کرتی ہیں۔ یہ چار پانچ فیصد جو امن کے روح پرور مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔ یہ صرف ان دینی اعمال کی وجہ سے ہیں جو مسلمان انفرادی اور ذاتی ذوق کی بنیاد پر کرتے ہیں ورنہ ریاست کے قانون بد نے تو انکارِ اعمال کی کھلی آزادی دے رکھی ہے۔ اللہ کی پناہ۔

قربانی اپنے شاندار ماضی، امن وسلامتی پر سچی تاریخی روایت وشہادت رکھتی ہے۔ دورِ حاضر میں قربانی نہ صرف یہ کہ امن کا پیغام ہے بلکہ مسئلہ معاش کا عظیم پہلو بھی اپنے جلو میں رکھتی ہے کہ اس عمل صالح کی بدولت معاشی بدحالی ختم ہوتی اور معاشی امن پیدا ہوتا ہے۔ سینکڑوں غریب امیر ہو جاتے ہیں۔ قرآن کا حکم ہے:

فکلو ا منھا و اطعمو البائس الفقیر. (پ۱۷ الحج آیت ۲۸) سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ محتاج بے حال کو۔

فکلوا منھا و اطعموا القانع و المعتر. (پ۱۷۔ الحج آیت ۳۶)

سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھنے والے کو اور بیقراری کرنے والے کو۔

ہمارے معاشرہ میں سرمائے کی غیر منصفانہ تقسیم اور یورپ کے معیارِ زندگی کی نقالی نے معاشرہ کو طبقات میں تقسیم کر دیا ہے۔ اعلیٰ طبقہ کہلانے والے لوگ اخلاق سے عاری، ہمدردی سے محروم، اخوۃ، برادری اور برابری کے شائستہ جذبات کو خیر باد کہہ کر دوسرے تیسرے اور چوتھے طبقہ کے لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ ہمارے معاشرے کا دوسرا تیسرا اور چوتھا طبقہ زندگی کی راحتوں سے مہجور اور معاشی حالات سے رنجور ہے اور سفید پوشی، ظاہر داری اور برادریوں کے جذبۂ تقابل میں اس قدر چُور چُور ہے کہ توبہ ہی بھلی۔ معاشرے کے جن لوگوں کے پاس مال ومنال زر و جواہر اور دھن دولت موجود ہے۔ پھر اُن میں سے جو اس دولت کو دین کے احکام کے مطابق صرف کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں صدقات دیتے ہیں انفاق عام کرتے ہیں وہ جب قربانی دیں گے تو معاشرہ کے ایسے افراد جو بے چارے مال کی کمی کے سبب ہفتوں اور مہینوں تک گوشت کی شکل سے ناآشنا اور اس کی لذت سے محروم رہتے ہیں۔ قربانی کرنے والا خود کھائے تو اس کی اجازت ہے اس لیے کہ ''**فکلوا منھا**'' اَمرِ استحباب ہے اَمرِ وجوب نہیں یعنی اجازت ہے حکم نہیں جیسے

و اذا حللتم فاصطادوا. (پ۶۔ المائدہ۔ آیت۲) اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو۔

اپنے گھر کے لیے رکھ لے تو اجازت ہے اگر نہ رکھے تو بہتر ہے اور واجب ہے کہ وہ قربانی کا گوشت بے حال محتاج، نادار، بے یار ومددگار اور ایسا مسکین جو قانع صابر محروم ہو اور ایسا مسکین بھی جو سائل اور بے قرار ہو بھوک کے ہاتھوں تنگ آکر مانگنے لگ جائے

سب کو تلاش کر کے پہنچایا جائے۔ایسے ضرورت مندوں کو زکوۃ صدقات وغیرہ کی طرح قربانی کا گوشت پہنچانے سے ان کی طبعی تندی ترشی اور حالات سے پیدا شدہ نفرتیں کم ہوں گی۔غضب وانتقام کی جگہ محبت واحترام پیدا ہوگا۔لوٹ مار قتل وغارتگری کی بجائے حفاظت و خدمت کے نیک جذبات ظہور پذیر ہوں گے۔معاشرہ میں امن وسلامتی غالب آئے گی یعنی خیر طالب اور شر مغلوب ہوگا۔رودے اور کھالیں بھی معاشرے کے انہی پسے ہوئے لوگوں کا حق ہے۔قصاب قطعاً کھال رودے اُجرت میں نہیں لیجاسکتے قربانی کے جانوروں پر ڈالے گئے کپڑے گھنٹیاں زنجیریں جھانجریں وغیرہ سب چیزیں غرباء کا حق ہیں۔جب غرباء کو ان کا شرعی حق مال کی صورت میں پہنچے گا تو معاشی ناہمواری دور ہوگی اور معاشی ناہمواری کے دور ہونے سے جذبۂ حسد ورقابت بھی دور ہوگا جس کا نتیجہ ہے خوشحالی مختصراً ملاحظہ کریں۔

قربانی کے فوائد:

(۱) ایک طبقہ میں گردش زر قائم ہوئی۔قربانی کے لیے جانور خریدے گئے۔بیچنے والے کو مال منتقل ہوا۔ اُسے کچھ روز گھر میں رکھا، خدمت کی، گھاس دانہ کھلایا

(۲) دوسرے طبقہ میں گردشِ زر قائم ہوئی۔قصاب نے ذبح کیا اور مزدوری لی۔

(۳) تیسرے طبقہ میں گردشِ زر قائم ہوئی، کھال فروخت ہوئی یا خیراتی اداروں میں تقسیم ہوئی۔

(۴) چوتھے طبقہ میں گردشِ زر قائم ہوئی۔رودے، زنجیر، کپڑا، جھانجر فروخت ہوئی۔ان کی قیمت مساکین یتامیٰ، بیوگان محتاج، غریب، دینی کارکن، دینی مدارس کے مسافر طلباء واساتذہ میں مختلف صورتوں میں تقسیم ہوئی۔

(۵) پانچویں طبقہ میں گردش زر قائم ہوئی۔سرمایہ انجماد سے بچا۔ایک ہاتھ میں نہ رہا مختلف ہاتھوں میں پہنچا ملک وقوم کو فائدہ پہنچا۔ایسا اہم اور عظیم عمل جس سے معاشرے کے پانچ طبقوں کو فیض، نفع اور فائدہ پہنچتا ہو اس کی مخالفت کرنا کہاں کی خدمتِ انسانی اور خدمتِ حیوانی ہے۔یا دانشمندی ہے؟ بجز اس کے کہ

بک رہے ہیں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

ہاں یہ سیکولرسٹوں کا ''روشن اور لبرل اسلام'' تو ہوسکتا ہے دین حقیقی نہیں۔

قربانی اور قربانی کے جانور:

قربانی اور قربانی کے جانور شعائر اللہ میں سے ہیں۔(پ ۱۷۔الحج آیت ۳۶)

ایسے لوگ جو بے رحمی اور حیوانات کے انسداد کی ذیل میں قربانی کے عمل کو رد کرتے ہیں یا مال کے ضیاع کی نام نہاد حکمت کی بنیاد پر اس کو غلط قرار دیتے ہیں وہ لوگ بنیادی طور پر جاہل وظالم ہیں۔اس لیے کہ قرآن حکیم نے قربانی اور قربانی کے جانوروں کی حیثیت دین اسلام کی علامتوں میں سے دو علامتیں قرار دی ہیں۔دین کی علامتوں کی تعظیم دلوں کے تقویٰ کی علامت ہے۔ان شعائر کا احترام نہ کرنے والے لوگ خلوص سے محروم ہیں۔شعائر اللہ کی باقاعدہ وباضابطہ شرعی حیثیت وعظمت ہے۔اس عمل کی ایک مذہبی، شرعی اور قانونی تاریخ ہے اس کی تردید، تغلیط اور توھین، احکام ومسائل اور قوانین قرآنی سے بے خبری، لاعلمی اور جہالت پر مبنی ہے۔پھر ایسا آدمی جو قربانی جیسے عمل خیر کو روکتا ہے، اس کے خلاف ذہنوں کو ہموار کرتا ہے اور فضول قسم کی باتیں

جو یاوہ گوئی اور ہرزہ سرائی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں' کرتا رہتا ہے۔ وہ معاشرے کو باہم ایک دوسرے سے کاٹنا چاہتا ہے۔ قربانی کے عمل سے معاشرہ کے تمام طبقات باہم مربوط ہوجاتے ہیں اور یہ حیوانات پر رحم کرنے والا نام نہاد مہربان انسانوں کو محبت، مؤدت، ارتباط، معاشرتی ترقی سے محروم کرنے والا ظالم، سفاک اور خودغرض ہے کہ انسانوں پر رحم نہیں کرتا!

پیغام:

عید، خوش خوراکی وخوش پوشاکی اور کھیل کود کا نام ہی تو نہیں بلکہ عید عبارت ہے......

اجتماعیت و یکجہتی سے، قربانی وایثار سے، عدل وتقویٰ سے، حق شناسی وخدا خوفی سے

محبت، ادب اور اخلاص سے، موڈت اور اخوت کے پاکیزہ جذبات سے!

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ.**

''اللہ کو نہیں پہنچتے ان کے گوشت اور نہ لہو لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دلوں کا ادب (خلوص)۔'' (پ:۱۷، الحج، آیت:۳۷)

احکام ومسائل

● تمہید: قربانی جدُّ الانبیاء اور مجدّد الانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہم السلام اور سید الاوّلین، قائد المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مقدس یادگار اور ابدی سنت ہے...... حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ایام قربانی میں اللہ تعالیٰ کو اپنے نام پر بہائے ہوئے خونِ قربانی سے زیادہ کوئی چیز اور عمل پسند نہیں۔ ذبح کے وقت خون کا ہر قطرہ زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی خدا کے ہاں مقبول ہوجاتا ہے۔ نیز فرمایا: ذبیحہ کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں' ان میں سے ہر ہر بال کے بدل میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَنْ يَّنَا لَ اللهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاءُ هَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوىٰ مِنْكُمْ﴾

''اللہ کو نہیں پہنچتے' ان کے گوشت اور نہ لہو۔ لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دلوں کا ادب (خلوص)۔'' (سورۃ حج '۳۷۔ پارہ ۱۷)

قربانی: بعض اسلام دشمن عناصر جن کو مخلوق خدا کی فلاح کا بہت زیادہ ''درد'' اٹھتا ہے' وہ اس نظریاتی مملکت میں برسوں سے زہر پھیلا رہے ہیں اور خصوصیات کے ساتھ جدید تعلیم سے روشناس مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں کہ قربانی ''مولوی ازم'' کی ایجاد ہے، کتنا بڑا ظلم ہے کہ ہزاروں لاکھوں روپے کا خون بہادیا جائے، اس میں انسانیت کی کیا خدمت ہے؟ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ تو صرف ''مکہ'' میں ہی فرض ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مدینہ منورہ میں قربانی نہیں دی۔ کوئی شخص بھی اس بات کا مجاز نہیں کہ دین متین میں ایک حرف کی بھی تبدیلی کرسکے۔ قربانی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور ہر صاحب نصاب مسلمان پر واجب ہے۔ جو چودہ سو سال سے ادا کی جارہی ہے۔ خود حضور ﷺ نے اور ان کے بعد ان کے صحیح جانشین خلفائے راشدین نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور امت کی مسلّمہ شخصیتوں نے ادا کی اور کروائی۔ یہ کہنا کتنا بڑا دجل ہے کہ ختم المرسلین ﷺ نے صرف مکہ میں قربانی کی۔ حالانکہ احادیثِ صحیحہ میں اس کا ثبوت موجود ہے کہ مدینہ میں بھی قربانی ہوئی اور لاکھوں مربع میل میں پھیلی ہوئی اسلامی سلطنت میں بسنے والے مسلمانوں نے اس سنت کو ادا کیا۔

حضور ﷺ نے مدینہ میں قربانی کی:

﴿عن ابن عمر قال اقام رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم بالمدینہ عَشَر سِنِیْنَ یُضَحّیْ﴾

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے دس برس مدینہ میں قیام فرمایا اور قربانی دی:(ترمذی ص۱۸۲، مسند احمد ج ۷ ص ۵۷)

﴿عن ابن عباس قال کنّا مع رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فی سفر فحضر الا ضحی فاشتر کنا فی البقرۃ سبعۃ وفی البعیر عشرۃ﴾ (ترمذی ص۱۸۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ سفر میں تھے کہ سفر میں ہی قربانی کا دن آ گیا تو ہم قربانی کی گائے کے سات حصوں اور اونٹ کے دس حصوں میں شریک ہوئے۔

جمہور علماء کے نزدیک اونٹ میں دس حصوں والا حکم منسوخ ہوگیا اور سات حصوں والا حکم جاری ہوا۔ اسے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ذکر کیا ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ۔ص ۱۲۸)

ان ہر دو روایات کی روشنی میں یہ بات قطعیت کے ساتھ واضح ہوگئی کہ حضورﷺ نے سفر میں بھی قربانی کی اور مدینہ میں بھی، اس کے بعد اس قسم کی لغو اور بے بنیاد باتوں کی کوئی گنجائش نہیں رہتی اور یہ حدیث ان کے قول کے بطلان کے لیے دلیل کا ایک طمانچہ ہے۔

اہل اسلام سے التماس ہے کہ وہ اس قسم کی لغویات پر دھیان نہ دیں اور دین متین کی حفاظت کرتے ہوئے اور محبت رسولﷺ سے سرشار ہوکر اس سنت کو خوب ذوق وشوق سے ادا کریں تاکہ روزِ محشر بارگاہِ رب العزت میں نجات کا سبب اور اللہ کے محبوبﷺ کی شفاعت کے مستحق بنیں۔ خداوندِ قدوس ہم سب کو سختی سے اسلام کے اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین، ثمّ اٰمین

مختصر مسائل قربانی:

- ہر آزاد عاقل بالغ مسلمان جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا رکھتا ہو، یا ان دونوں سے جتنی مالیت کی جائیداد یا مال تجارت کا مالک ہو، اس پر عیدالاضحیٰ یعنی ذوالحجہ کی دس تاریخ کو صبح صادق طلوع ہونے سے لے کر بارہویں ذوالحجہ کی شام تک چند مخصوص حلال جانوروں میں سے کسی ایک قسم کے جانور کو حکمِ الٰہی اور سنت نبیﷺ کی پیروی میں ذبح کرنا واجب ہے، جسے شرعی زبان میں اُضْحِیَہ اور ہماری بول چال میں قربانی کہتے ہیں۔
- قربانی کے لیے مذکورہ بالا مالیت پر زکوٰۃ کی طرح سال کا پورا ہونا شرط نہیں۔
- جن لوگوں پر صدقۃ الفطر واجب ہوتا ہے، انہی پر قربانی واجب ہے اور جیسے صدقۃ الفطر اپنی ذات پر واجب ہوتا ہے، اہل و عیال کی طرف سے از خود دینا نفلی عبادت ہے، ایسے ہی قربانی بھی صرف اپنی ذات پر واجب ہے۔ البتہ دوسرے کی طرف سے ثواب کے طور پر یا وکیل بن کر قربانی کرنا درست ہے۔
- کسی کے پاس بالکل مال نہ تھا، لیکن اچانک کسی طرح دسویں کی صبح کو یا بارہویں کو غروب آفتاب سے پہلے مذکورہ بالا مالیت حاصل ہوگئی تو اس پر قربانی واجب ہے۔
- ایسے شخص نے کسی کی غیر موجودگی میں اس کی طرف سے اجازت کے بغیر قربانی دے دی وہ ادا نہ ہوئی، بلکہ غائب پر

بدستور واجب رہے گی۔

● صاحبِ مال آدمی اگر مقروض ہے تو ادائے قرض کے بعد مذکورہ بالا مالیت باقی بچے تو قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں۔

● اگر کسی شخص پر قربانی واجب نہ تھی اور اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا اور ایسے ہی کسی نے کوئی منّت مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں قربانی دوں گا اور اتفاقاً وہ کام بھی ہوگیا، تو اس پر قربانی واجب ہوگئی لیکن منت والی قربانی کا گوشت خواہ وہ امیر کی طرف سے ہو یا غریب کی طرف سے نہ خود کھانا جائز ہے اور نہ ہی صاحبِ حیثیت افراد کو کھلانا، کیونکہ منت بھی ایک صدقہ ہے اور صدقہ مساکین اور فقراء کا حق ہوتا ہے، اگر بھول کر کھالیا یا کھلا دیا' تو اتنی ہی مقدار میں مزید گوشت خیرات کرنا واجب ہوگا۔

● مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ البتہ سفر میں کسی جگہ پندرہ دن تک ٹھہرنا ہوگیا تو قربانی واجب ہوگی۔

● دیہات میں رہنے والوں کے لیے نماز عید سے پہلے قربانی جائز ہے۔

● شہر اور قصبوں میں رہنے والوں کے لیے نماز عید ادا کرنے سے پہلے قربانی جائز نہیں۔

● اگر کسی شخص نے قربانی میں اتنی تاخیر کردی کہ بارہویں تاریخ کو غروب آفتاب تک بھی قربانی نہ کرسکا، اگر جانور خرید چکا تھا ،تو وہی جانور خیرات کردے، اگر جانور نہیں خریدا تھا، تو ایک بھیڑ یا بکری کی قیمت خیرات کردے۔

● اگر کسی نے قربانی کا جانور پالنے کے لیے کسی کو دے دیا تو پالنے والا اس کا مالک نہیں ہوسکتا، نہ ہی اسے بیچ سکتا ہے۔ بیچنا ہو تو اصل مالک کی اجازت حاصل کرنا ہوگی۔

● **قربانی کے جانور:**

بکرا، بکری، مینڈھا، بھیڑ، دنبہ، دنبی، بیل، گائے، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی' ان چھ حلال جانوروں میں سے ایک قسم کا جانور ہونا ضروری ہے، ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی جائز نہیں۔

قربانی کے جانور کی عمر:

اس ترتیب کے مطابق ہونی چاہیے۔ بکرا، بکری' ایک سال، گائے، بیل، بھینس، بھینسا' دو سال، اونٹ، اونٹنی پانچ سال کا ہونا ضروری ہے البتہ بھیڑ، مینڈھا، دنبہ، دنبی اگر اتفاقاً تندرست اور موٹے تازے ہوں کہ ایک سال کی عمر والے ہم جنسوں میں چھوڑ دینے سے دونوں میں کوئی فرق معلوم نہ ہو، تو ایسے چھ مہینے کے دنبے، دنبی، مینڈھا، بھیڑ کی قربانی جائز ہوگی بصورت دیگر ان کے لیے ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔

قربانی کے جانور کی کیفیت:

قربانی کا جانور خوب صحت مند موٹا تازہ، بے عیب ہونا چاہیے۔ اگر کچھ دبلا پتلا ہو تو جائز ہے لیکن ایسا مریل جانور جس کو سہارا دیکر چلایا جائے، قربانی کے لیے جائز نہیں۔

قربانی کا جانور ان عیوب سے پاک ہونا چاہیے:

ٹوٹے ہوئے سینگ نہ ہوں۔ ایک کان کا تہائی سے زائد حصہ کٹا ہوا نہ ہو۔ اندھا نہ ہو، یا اس کی ایک آنکھ کی تہائی یا تہائی سے زائد روشنی ضائع نہ ہو۔ جس کا ابتدا سے کوئی دانت نہ ہو۔ جس کی تہائی یا تہائی سے زائد دُم کٹی ہوئی نہ ہو۔ مرض یا

چوٹ وغیرہ کے سبب لنگڑا نہ ہو کہ صرف تین پاؤں پر چل سکے اور چوتھا پاؤں زمین پر نہ رکھ سکے اور گھسیٹتا رہے۔ مادہ حاملہ نہ ہو۔

قربانی کے جانور میں حصہ:

● بکرا، بکری، بھیڑ، مینڈھا، دنبہ، دنبی' ان میں حصہ داری نہیں ہوسکتی، گائے بیل بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی میں سات افراد حصہ دار بن سکتے ہیں، سات سے زائد کی قربانی جائز نہ ہوگی۔

● جس جانور میں سات افراد شریک ہوں' سب کو برابر تول کر گوشت تقسیم کرنا چاہیے کمی بیشی سے تقسیم جائز نہیں۔

● قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل سنت اور مستحب ہے' خود نہ کرسکتا ہو تو پاس کھڑا ہونا بہتر ہے، قربانی کے لیے افضل دن دسویں کا ہے۔ باقی دو دنوں میں بھی درست ہے۔ قربانی کا صحیح وقت دن کا ہے' رات کو کرنا بہتر نہیں۔ کیونکہ بعض اوقات صحیح ذبح نہیں ہوسکتا، ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

● ذبح کے وقت دعا:

﴿اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّ مَآاَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ O اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَااَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ O﴾

اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ' کہہ کر جانور کو ذبح کرے اور مکمل دعا یاد نہ ہو تو صرف اتنا کہنا ہی کافی ہے۔ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ بغیر تکبیر کہے ذبح کرنا جائز نہیں۔ جب ذبح کر چکے تو پھر یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ''اے اللہ! یہ قربانی میری طرف سے پسند اور منظور کر لیجیے۔'' اگر اپنے سوا کسی اور کی طرف سے بغرض ثواب یا بطور ادائے فرض دینا ہو تو ''مِنِّیْ'' کی جگہ ''مِنْ'' کے بعد اس شخص کا نام لے' جس کی طرف سے دے رہا ہے۔ پھر آگے یہ الفاظ کہے: کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

''جیسے کہ آپ نے اپنے پیارے حضرت محمد ﷺ اور اپنے خاص دوست حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قربانی پسند فرمائی۔''

قربانی کی کھال یا اس کی قیمت کا مصرف:

قربانی کے جانور کی کھال قصاب وغیرہ کو مزدوری میں دینا جائز نہیں۔ کھال یا اس کی قیمت مستحقین میں خیرات کر دیں۔ دینی مدارس کے مسافر طلباء بھی اس کے مستحق ہیں۔ عصر حاضر میں طاغوتی اور سامراجی قوتوں کے دینی مدارس کے خلاف عزائم ومنصوبوں کو ناکام بنانے اور مدارس کے مالی استحصال کا مقابلہ کرنے کے لیے مدارس ہی ان کا بہترین مصرف ہیں۔

گوشت کی تقسیم:

گوشت کے مختلف حصے کر کے بہتر تو یہ ہے کہ تول کر تقسیم کرے۔ غرباء، مساکین، یتامیٰ، مسافر اور اپنے عزیز واقارب واحباب سب کو دے۔ کھال، رسی، زنجیر، گھنگرو، جھانجر، دوپٹہ یا گوشت بطور مزدوری دینا جائز نہیں۔ مزدوری نقد طے کرنا چاہیے۔ یہ تمام چیزیں یا ان کی قیمت صدقہ کر دے۔

نمازِ عید کے متعلق کچھ باتیں:

شب عید کو نوافل ادا کرنا، توبہ استغفار کرنا، عید کے لیے اوّل وقت میں نہانا، اپنی حیثیت کے مطابق اچھے کپڑے

پہننا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا سنت ہے۔ نماز کے لیے ایک راستہ سے جانا اور راستہ بدل کر آنا سنت ہے، راستہ میں ان تکبیرات کا مناسب آواز میں پڑھنا سنت ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ قربانی کرنے والے کے لیے بہتر ہے کہ نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھائے۔

ترکیب نمازِ عید

پہلی رکعت:

تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر باندھ لیں، سبحانک اللّٰھم تمام پڑھیں، پھر تکبیریں کہیں پہلی اور دوسری تکبیر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں، تیسری تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں، پھر امام قرأت کرے گا، باقی حسبِ معمول پوری کریں۔

دوسری رکعت:

جب امام فاتحہ اور سورۃ پڑھ چکے تو امام کے ساتھ چار تکبیریں کہیں پہلے تین مرتبہ تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دیں اور کھڑے رہیں چوتھی تکبیر کہنے پر رکوع میں جائیں۔ باقی ارکان حسبِ معمول پورے کریں اور سلام کے بعد دعا مانگ لیں۔

خطبہ عید:

جیسے جمعہ میں نماز سے پہلے خطبہ سننا واجب ہے۔ اسی طرح عیدین میں نماز کے بعد خطبہ سننا بھی واجب ہے۔ خطبہ سنے بغیر عیدگاہ سے جانا گناہ ہے۔ عیدین کو جماعت کے ساتھ ہی ادا کرنا چاہیے۔ جماعت چھوٹ جانے کی صورت میں قضاء لازم نہیں ہوگی۔

تکبیر التشریق:

ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو نمازِ فجر کے بعد سے تیرہویں کی نمازِ عصر تک پانچ دنوں کے وقت کو ''ایام التشریق'' کہتے ہیں۔ ان دنوں میں اکیلے یا باجماعت ہر فرض نماز کے بعد اونچی آواز کے ساتھ ایک بار ''تکبیر التشریق'' کہنا واجب ہے۔ تکبیر یہ ہے: **الله اکبر ،الله اکبر ،لااله الا الله و الله اکبر ،الله اکبر ،ولله الحمد**

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل اور یوم الحج کا روزہ:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے عشرہ ذوالحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں۔ اس عشرہ میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ہے۔'' (ترمذی وابن ماجہ)

قرآن کریم میں سورۃ والفجر میں اللہ تعالیٰ نے دس خاص راتوں کی قسم کھا کر ان کی اہمیت ظاہر فرمائی ہے۔ امت کے جمہور علماء کے نزدیک ان دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔ ذوالحجہ کی آٹھویں اور نویں تاریخ کی درمیانی رات عبادت میں مشغول رہنا اور نویں تاریخ میں یوم الحج یا یوم عرفہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔ اس رات اور دن کی بڑی فضیلت ہے۔ ۹ر ذی الحجہ کا روزہ رکھنے سے گزشتہ ایک سال اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان عبادات اور فرائض واجبات کو ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

واللّٰه الموفق وهوا المستعان وعليه التكلان

آیت مباہلہ اور امامت سیدنا علی رضی اللہ عنہ

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَکُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَکُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ (سورت آل عمران، آیت:٦١)

پھر جو شخص جھگڑا کرے آپ سے اس (عیسیٰ) کے بارے میں اس کے بعد کہ آ گیا آپ کے پاس علم۔ تو آپ کہہ دیجئے کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو، اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے نفسوں کو اور تمہارے نفسوں کو۔ پھر بڑی عاجزی سے (اللہ کے حضور) التجا کریں۔ پھر بھیجیں اللہ تعالیٰ کی لعنت جھوٹوں پر۔

سید امداد حسین کاظمی لکھتے ہیں کہ:

یہ آیت **فمن حاجک** سے لے کر **علی الکذبین** تک آیت مباہلہ کہلاتی ہے جو نصاریٰ نجران اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہونا تجویز ہوا تھا۔ واقعات یوں ہیں کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بحث ومناظرہ کرنے کے لیے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بہت سمجھایا لیکن وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے باز نہ آیا۔ آخر جب ان کی ضد بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی جس میں ان کے ساتھ ابتہال کرنے کا حکم ہوا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس حکم خداوندی سے آگاہ کیا تو وہ لوگ مشورہ کرنے کے لیے اپنی اقامت گاہ پر چلے گئے وہاں ان کے سرداروں نے کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کو لا کر ہم سے مباہلہ کریں تو ہم ضرور مباہلہ کریں گے کیونکہ یہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ وہ سچا نبی نہیں ہے اور اگر وہ مباہلہ کے لیے اپنے اہل بیت کو ساتھ لایا تو ہم ہرگز مباہلہ نہیں کریں گے۔ کیونکہ اس صورت میں وہ یقیناً سچا نبی ہوگا۔

پس جب صبح ہوئی تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے درآنحالیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب امیر المؤمنینؑ، فاطمہ الزہراءؑ، حسنؑ اور حسینؑ تھے۔ نصاریٰ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ہیں؟ کہا گیا کہ ایک تو ان کے چچا زاد بھائی۔ ان کے وصی اور داماد علی بن ابی طالبؑ ہیں اور یہ ان کی دختر فاطمہ

الزہراءؑ ہیں اور یہ دونوں ان کے بیٹے حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ پس وہ الگ ہوگئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمیں مباہلہ سے معاف کریں۔ ہم آپ سے صلح چاہتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دو ہزار حلّے اور تیس لوہے کی زرہیں جزیہ لے کر مصالحت کرلی۔ (تفسیر صافی ص ۸۵)

نیز اسی صفحہ پر ہے کہ جب نصاریٰ نے دیکھا کہ میدانِ مباہلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شان سے آرہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں حسینؑ ہیں، حسن کو انگلی لگائے ہیں، پیچھے فاطمہؓ ہیں اور ان کے پیچھے حضرت علیؓ۔ گویا مطابق ترتیب آیت کے چل رہے ہیں اور رسول اللہ انہیں کہتے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔

ان کے اسقف نے کہا کہ اے گروہ نصاریٰ! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ پہاڑ کو کہیں تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔ اگر ان سے مباہلہ کروگے تو تباہ ہوجاؤ گے۔ پس انہوں نے دو ہزار حلّے اور تیس زرہیں لوہے کی بطور جزیہ دیں اور مصالحت کرلی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر تم مباہلہ کرتے تو بندر اور خنزیر کی شکلوں میں مسخ ہوجاتے اور یہ سارا میدان آگ بن جاتا اور نجران کے سب رہنے والوں حتیٰ کہ پرندوں کو بھی جلا دیا جاتا۔

اور ''عیون الاخبار الرضاء'' میں جناب امام موسیٰ کاظمؒ سے منقول ہے کہ:

سوائے علی بن ابی طالبؑ اور فاطمہ الزہراءؑ اور حسنینؑ کے کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ نصاریٰ سے مباہلہ کرنے کے دن جناب رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو اپنی چادر کے نیچے داخل کیا ہو۔ پس خدا تعالیٰ کے قول ابناء کی تاویل جناب حسنینؑ اور نساء نا کی جناب فاطمۃ الزہراءؑ اور انفسنا کی جناب علی مرتضیٰؑ ہیں۔

(القرآن المبین تفسیر المتقین ص ۷۴ حمایت اہل بیت وقف ریلوے روڈ لاہور)

سید فرمان دہلوی یہی واقعہ نقل کر کے آخر میں لکھتے ہیں کہ:

یہ حضرت علیؓ کی اعلیٰ فضیلت ہے کہ نفسِ رسول، خدا کے حکم سے قرار پائے اور تمام انبیاء سے افضل ٹھہرے۔

(القرآن الحکیم۔ ص ۶۸ ترجمہ تفسیر از سید فرمان علی مطبوعہ چاند کمپنی کشمیری بازار لاہور)

مفتی محمد شفیع صاحب اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

اس کا پس منظر یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے نصاریٰ کی جانب ایک فرمان بھیجا جس میں تین چیزیں ترتیب وار ذکر کی گئی تھیں۔ (۱) اسلام قبول کرو (۲) یا جزیہ ادا کرو (۳) یا جنگ کے لیے تیار ہوجاؤ

نصاریٰ نے آپس میں مشورہ کر کے شرجیل، عبداللہ بن شرجیل اور جبار بن فیض کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ ان لوگوں نے آکر مذہبی امور پر بات چیت شروع کی۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت ثابت کرنے میں ان لوگوں نے انتہائی بحث تکرار سے کام لیا۔ اتنے میں یہ آیت مباہلہ نازل ہوئی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے نصاریٰ کو مباہلہ کی دعوت دی اور خود بھی حضرت فاطمہ، حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر مباہلہ کے لیے تیار ہو کر تشریف لائے۔ شرجبیل نے یہ دیکھ کر اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ یہ اللہ کا نبی ہے۔ نبی سے مباہلہ کرنے میں ہماری ہلاکت ہے۔ بربادی یقینی ہے اس لیے نجات کا کوئی دوسرا راستہ تلاش کرو۔ ساتھیوں نے کہا کہ تمہارے نزدیک نجات کی کیا صورت ہے؟ اس نے کہا کہ میرے نزدیک بہتر صورت یہ ہے کہ نبی کی رائے کے موافق صلح کی جائے چنانچہ اس پر سب کا اتفاق ہو گیا۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر جزیہ مقرر کر کے صلح کر دی جس کو انہوں نے بھی منظور کر لیا۔ اس آیت میں **ابناء نا** سے مراد صرف اولاد صلبی نہیں ہے بلکہ عام مراد ہے خواہ اولاد ہو یا اولاد کی اولاد ہو کیونکہ عرفاً ان سب پر اولاد کا اطلاق ہوتا ہے لہٰذا **ابناء نا** میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرات حسنین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت علی رضی اللہ عنہم داخل ہیں۔ خصوصاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کو **ابناء نا** میں داخل کرنا اس لیے بھی صحیح ہے کہ آپ نے تو پرورش بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں پائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے بچوں کی طرح پالا پوسا اور آپ کی تربیت کا پورا پورا خیال رکھا۔ ایسے بچے پر عرفاً بیٹے کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

اس بیان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اولاد میں داخل ہیں۔ لہٰذا روافض کا آپ کو **ابناء نا** سے خارج کر کے اور **انفسنا** میں داخل کر کے آپ کی خلافت بلافصل پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

(معارف القرآن جلد دوم ص ۸۵۔۸۶)

پیر کرم شاہ صاحب الازہری لفظ **انفسنا** کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ:

اس لفظ سے بعض لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر استدلال کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ **انفسنا** سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں جس سے ثابت ہوا کہ آپ نفس رسول ہیں گویا آپ رسول جیسے ہیں تو جب آپ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مساوی ہو گئے تو پھر آپ سے زیادہ خلافت کا حق دار اور کون ہو سکتا ہے؟

تو اس کے متعلق التماس ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شمار **ابناء نا** میں ہے کیونکہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے اور داماد کو بیٹا کہا جاتا ہے اور اگر **انفسنا** میں ہی شمار کریں تو عینیت اور مساوات کہاں سے ثابت ہوئی؟ کیونکہ یہ لفظ تو ان لوگوں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جو قریبی رشتہ دار یا دینی اور قومی بھائی ہوں جیسے ''**یخرجون انفسهم من دیارهم**'' وہ اپنے نفسوں کو یعنی اپنے قومی بھائیوں کو ان کے وطن سے نکال رہے ہیں۔ ''**ولا تخرجون انفسکم من دیارکم**'' اپنے وطن سے اپنے نفسوں کو یعنی اپنے بھائیوں کو نہ نکالنا۔

''**ثم انتم هؤلاء تقتلون انفسکم**'' ان سب آیات میں ان کے علاوہ متعدد دیگر آیات میں

”**انفس**“ کا لفظ دینی اور قومی بھائیوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ا ص ۲۳۹)

مولانا امین احسن اصلاحی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ:

اس آیت میں عربی زبان کے اسلوب کے مطابق بعض چیزیں حذف ہیں۔ اگر محذوفات کو ظاہر کر دیا جائے تو پوری بات گویا یوں ہوگی۔ ”**ندع نحن ابناء نا وانتم ابناء کم ونحضر نحن انفسنا وانتم انفسکم ثم نبتهل نحن وانتم**“ ہم نے اپنے ترجمے میں ان محذوفات کو کھول دیا ہے۔

(سو جو تم سے اس بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہارے پاس صحیح علم آ چکا ہے تو ان سے کہو کہ آؤ۔ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں، تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ، ہم اپنی عورتوں کو جمع کریں، تم اپنی عورتوں کو جمع کرو، ہم اپنے آپ کو اکٹھا کریں، تم اپنے آپ کو اکٹھا کرو، پھر ہم مل کر دعا کریں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجیں)

ابتھال کے معنی دعا اور تضرع کے ہیں لیکن اس کے اندر ترک کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ اس وجہ سے یہ ایک دوسرے پر لعنت کی بد دعا کے لیے معروف ہے۔

جن معاملات میں بنائے اختلاف کوئی عقلی و استدلالی چیز ہو ان میں تو مسئلے کو طے کرنے کا صحیح طریقہ عقل و استدلال ہی ہے۔ لیکن جہاں عقل و استدلال کے تمام مرحلے طے ہو چکے ہوں، مخاطب دلیل و حجت سے بالکل عاری ہو، حق اس کے سامنے سورج کی طرح روشن ہو، اس کے لیے اس سے گریز و فرار کی کوئی راہ نہ ہو لیکن وہ محض اپنی بات کی پچ اور ہٹ دھرمی کی آن قائم رکھنے کے لیے اپنی بات پر اڑا ہو تو ایسے مواقع کے لیے مباہلہ کا طریقہ آخری چارہ کار کی حیثیت رکھتا ہے۔

تاریخ سے ثابت ہے کہ نصاریٰ نے قرآن کے اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت نہیں کی۔ جس سے یہ بات آخری درجے میں واضح ہوگئی کہ سیدنا مسیح علیہ السلام کے بارے میں وہ اپنے مؤقف کو صحیح نہیں سمجھتے تھے بلکہ محض اپنے گروہی تعصب کے تحت اس کی حمایت کرتے تھے۔ برعکس اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ کھلا ہوا چیلنج اس بات کا نہایت کھلا ہوا ثبوت ہے کہ آپ کو اپنے مؤقف کی صحت و صداقت پر پورا پورا یقین تھا۔ مباہلے میں اپنے ساتھ اپنے اہل و عیال اور اپنے اعزا و متعلقین کی شمولیت اس کی سنجیدگی اور اہمیت کو دو چند بلکہ دہ چند کر دیتی ہے۔ اس لیے کہ کوئی شخص جانتے بوجھتے اپنے زن و فرزند اور اپنے محبوں اور محبوبوں پر لعنت کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ (تدبر قرآن جلد ۲ ص ۱۰۸)

۹ھ کو **سنة الوفود** کہا جاتا ہے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اہل نجران کو دعوت اسلام پہنچی تو انہوں نے ۹ھ میں اکابر عیسائیوں کا ایک وفد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ جس نے دوران گفتگو ضد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران کی آیات نازل فرمائیں جن میں ایک آیت مباہلہ بھی تھی جس میں عیسائیوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا گیا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو فریق بنائے ہیں۔

فریق اوّل: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

فریق ثانی: وفد نجران کے عیسائی

فریقین کے لیے دعوت یہ تھی کہ **''تعالوا ندع''**

فریق اوّل کے لیے الفاظ قرآنی		فریق ثانی کے لیے الفاظ قرآنی
ابنآءنا	**و**	**ابنآءکم**
ونسآءنا	**و**	**نسآءکم**
وانفسنا	**و**	**انفسکم**

ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ

دونوں فریقوں کے لیے الفاظ قرآنی'' **ابناء، نساء، انفس**'' ایک ہی طرح کے استعمال کیے گئے ہیں۔ جو حضرات فریق اوّل کے لیے مذکورہ الفاظ کی تعمیل میں حضرات حسنین، حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو میدان مباہلہ میں لائے ہیں تو انہوں نے فریق ثانی (جسے مباہلہ کی دعوت اور چیلنج دیا جا رہا ہے) کے لیے استعمال کیے گئے الفاظ قرآنی ''**ابناء کم ، نساء کم ، انفسکم**'' کے تحت ان میں سے کوئی فرد کیوں نہیں متعین کیا؟

انصاف و دیانت کا تقاضا تو یہ ہے کہ فریق مخالف کے لیے بھی ان الفاظ کا کوئی مدلول متعین ہونا چاہیئے کہ **ابناء کم** سے کس کس کے بیٹے، **نساء کم** سے کون کون سی عورتیں اور **انفسکم** سے کون کون سے نجرانی مرد میدان میں اترے۔

جب فریق ثانی نے نہ تو چیلنج قبول کیا اور نہ ہی ان کے بیٹے اور عورتیں وہاں موجود تھیں تو پھر فریق اوّل کے لیے اس تکلف کی ضرورت کن مقاصد کی خاطر محسوس کی گئی؟ قرآن کریم کی معنوی تحریف کر کے اسے اپنے بے بنیاد اور من گھڑت عقیدے کی بھینٹ چڑھانا کون سی دانش مندی ہے؟

فریق اوّل کے لیے تو اس حکم الٰہی کی تعمیل آسان تھی کیونکہ ان کے **ابناء ، نساء و انفس** سب ہی وہیں موجود تھے جبکہ فریق ثانی کو یہ سہولت سرے سے حاصل ہی نہیں تھی۔

تاریخ میں نجران نام کے متعدد شہر یا مقامات پائے جاتے ہیں۔ ایک نجران بحرین میں ہے۔ دوسرا دمشق کے قریب حوران میں ہے۔ تیسرا عراق میں کوفہ اور واسط کے درمیان ہے اور چوتھا یمن کا ایک بڑا شہر ہے جو عیسائیت کا مرکز ہے۔ یمن کا نجران مکہ مکرمہ سے بیس دن کی مسافت پر ہے۔ امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ سے یہاں سہو ہوا ہے۔

موصوف نے اسے مدینہ منورہ کے نواح میں بتایا ہے۔(ملاحظہ ہو تحفہ خلافت ص ۴۴۱ مطبوعہ تحریک خدام اہل سنت جہلم)

آیت مباہلہ کے مخاطب فریق ثانی کا تعلق یمن کے نجران سے تھا۔اگر وہ دعوتِ مباہلہ قبول کرتے تو پھر بھی یقیناً وہ مہلت طلب کرتے تاکہ یمن جاکر **ابناء کم ، نساء کم انفسکم** کا مدلول متعین کرسکیں۔جس کے بعد ”**ثم نبتھل فنجعل لعنت اللّٰہ علی الکٰذبین**“ کا تقاضہ پورا کریں۔

دعوتِ مباہلہ کے بعد انہوں نے صرف باہمی مشاورت کے لیے مہلت طلب کی۔پھر خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ ہم مباہلہ نہیں کرتے۔ان کی باہمی مشاورت کے دوران، ان کے بیانات سے ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مباہلہ کے مہلک اور خوف ناک نتائج کے تصور سے ہی گھبرا گئے تھے۔اگر وہ دعوتِ مباہلہ قبول کرتے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم **ابناء نا، نساء نا انفسنا** کے تحت کس کس کا انتخاب کرتے؟ تو اس کے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے کہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مباہلہ فرماتے تو دعائے مباہلہ میں شامل کرنے کے لیے کن لوگوں کے ہاتھ پکڑتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”**ا خذ بید علی وفاطمة والحسن والحسین و عائشة و حفصة**“

میں علی، فاطمہ، حسن ، حسین، عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پکڑ کر دعا کرتا۔

(سیرت حلبیہ جلد ۳ ص ۲۴۰ باب یذکر فیه ما یتعلق بالوفود)

اور ایک دوسری روایت (جو امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی ہے) کے اعتبار سے آں جناب صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور ان کی اولاد، حضرت عمر فاروق اور ان کی اولاد، حضرت عثمان غنی اور ان کی اولاد اور حضرت علی اور ان کی اولاد رضی اللہ عنہم کو بھی مباہلہ میں شامل کرنے کے لیے لاتے۔

(درمنثور للسیوطی جلد ۲ ص ۴۰، روح المعانی جلد ۳ ص ۱۹۰، تفسیر للشوکانی جلد ۱ ص ۳۴۸ بحوالہ سیرت علی المرتضیٰ ص ۱۰۳ مؤلفہ مولانا محمد نافع صاحب)

دعوت مباہلہ کو قبول کرنے سے معذرت کے ساتھ ہی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حَکم تسلیم کرلیا۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ذیل معاہدہ تحریر کرایا۔

۱۔ اہل نجران سالانہ دو ہزار جوڑے ادا کریں گے۔ایک ہزار ماہ صفر میں اور ایک ہزار ماہ رجب میں۔ ہر جوڑے کی قیمت ایک اوقیہ چاندی ہوگی۔

۲۔ اہل نجران پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کی ایک ماہ تک مہمانی لازمی ہوگی۔

۳۔ یمن میں اگر کوئی شورش اٹھ کھڑی ہوئی تو اہل نجران پر تیس زرہیں اور تیس گھوڑے اور تیس اونٹ عاریتاً دینے

لازم ہوں گے جو بعد میں واپس کردیئے جائیں گے۔

۴۔ اللہ اوراس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اسلامی اسٹیٹ ان کے جان ومال کی حفاظت کی ذمہ دار ہے۔

۵۔ جو شخص سور کھائے گا تو میں اس سے بری الذمہ ہوں۔

۶۔ اگر کوئی شخص تعدی اور ظلم کرے گا تو اس کے بدلہ میں دوسرا شخص ماخوذ نہ ہوگا۔

سیدنا ابوسفیان بن حرب، سیدنا غیلان بن عمرو، سیدنا مالک بن عوف، سیدنا اقرع بن حابس اور سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم نے اس عہدنامہ پر اپنے شہادتی دستخط ثبت کیے۔ (زادالمعاد جلد۳ ص۴۰)

نجران کے ان نصاریٰ نے واپس جاتے وقت گزارش کی کہ ان کے ہاں ایک امین شخص کو بھیج دیں تاکہ وہ ہم سے عہدنامہ کے مطابق مال وصول کرے۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ روانہ فرمایا اور فرمایا کہ یہ اس امت کا امین ہے۔

(زرقانی جلد۴ ص۴۳، زادالمعاد جلد۳ ص۴۱، فتح الباری جلد۸ ص۹۴۔۹۵)

اس کے بعدان میں اسلام پھیلنا شروع ہوااور **سید ایھم** اور **عبدالمسیح عاقب** واپس جاکر مسلمان ہو گئے اور پھر مدینہ طیبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر ٹھہرایا۔ لاٹ پادری ابوحارث کے چچازاد بھائی کرز بن علقمہ بھی چندروز کے بعد مسلمان ہو گئے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقات اور جزیہ لانے کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان کے ہاں روانہ فرمایا اور ظاہر ہے کہ صدقہ مسلمانوں سے ہی لیا جاتا ہے۔

(سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم۔ ص۸۹۵ مؤلفہ حکیم محمود احمد ظفر)

اہل نجران کے ساتھ مذکورہ معاہدہ لکھنے کی سعادت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوئی جبکہ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کاتب تھے۔

آیت مباہلہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قرآنی لفظ **انفسنا** کا مصداق قرار دے کر انہیں خلیفہ بلافصل تسلیم کرانے والے ہی اس بات کی وضاحت کرسکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معاہدے کے کاتبان یا گواہان میں کیوں شامل نہیں فرمایا۔ ''**انفسنا**'' کا تقاضا تو یہ تھا کہ: اس معاہدے پر ''**کتب مغیرۃ بن شعبۃ**'' کی بجائے ''**کتب علی بن ابی طالب**'' کے الفاظ ثبت ہوتے۔

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

عبدالمنان معاویہ

ایک بار پھر یہود نے امتِ مسلمہ کی غیرت وحمیت کا امتحان لینے کی غرض سے ایک ذلیل حرکت کی ہے جس پر پوری امت مسلمہ سراپا احتجاج بنی ہوئی ہے جلسہ وجلوس نکالے جا رہے ہیں احتجاجی تقریریں کی جارہی ہیں اور امریکہ کے پرچم نذرآتش کیے جارہے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سب کچھ غیرت دینی کے سبب کیا جارہا ہے اور ہمارے بس میں جتنا ہے اتنا کرنا بھی چاہیے۔

لیکن ہمیں ایک بار سنجیدگی سے سوچنا چاہیے کہ یہود ونصاریٰ ایسا بار بار کیوں کررہے ہیں؟

ایک طرف سقوط افغانستان وعراق جیسے سانحات جس سے پوری امت مسلمہ مغموم ہے، ابھی چندروز قبل برما میں مسلمانوں کا بے دریغ قتل عام، اور دن بہ دن پاکستان کی بگڑتی صورتحال جس نے ملک پاکستان کے لوگوں کو ڈپریشن کا مریض تقریباً ہی بنادیا ہے، دوسری طرف ایسی نازیبا حرکات جن کی اجازت دنیا کے مذاہب کو چھوڑیئے ایک سنجیدہ طبقہ بھی نہیں دے گا۔

مسلمانوں نے اپنے تمام تر اختلافات کے باوجود سیدنا عیسیٰ علیہ السلام یا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی گستاخی کی؟ نہیں کی، اگر آپ کہیں کہ مسلمان تمام انبیاء کرام علیہ السلام کو مانتے ہیں اُن پر ایمان رکھتے ہیں وہ ان کی گستاخی نہیں کرسکتے تو بھی میں آپ سے یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ مسلمانوں نے کبھی بھی ''رام کرشن، بابا گرونانک، زردشت، کنفوشس'' یا دیگر اقوام عالم کے مذہبی پیشواؤں کی گستاخی کی اس سوال کا جواب یقیناً نفی میں آئے گا تو اگلا سوال یہ ہے کہ یہود ونصاریٰ کیوں بار بار مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلتے ہوئے مسلمانوں کی محبوب ترین شخصیت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص کرتے ہیں اور قرآن پاک جیسی لاریب کتاب کی بے حرمتی کرتے ہیں۔

آج ہمیں اُن وجوہات کی طرف توجہ مبذول کرنی ہوگی جن کی وجہ سے وہ لوگ بار بار اس فعل بد کے مرتکب ہورہے ہیں ایک بار جلسہ کرلینے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا ہاں احتجاج ریکارڈ کروانا چاہیے لیکن کیوں نہ ایسا قدم اٹھایا جائے جس سے وہ لوگ مجبور ہوجائیں کہ ایسی حرکت دوبارہ نہ کریں اور کسی میں ایسی جرات نہ ہو کہ وہ مسلمانوں کی محبوب ترین شخصیت آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کریں یا قرآن کریم کی بے حرمتی کریں اس کے لیئے ہمیں زبانی دعووں سے ہٹ کر عملی اقدام اٹھانے ہوں گے۔

۱۔　سب سے قبل مسلمان علماء کی ایک جماعت امریکی سفیر ودیگر رہنماؤں سے مل کر امت مسلمہ کے جذبات وتحفظات سے انہیں آگاہ کریں یہ ایک سنجیدہ طریقہ ہے۔

۲۔　اسلامی ذہنیت رکھنے والا ایک تھنک ٹینک وجود میں آئے اور وہ فعال بھی ہو اس سے قبل مکہ مکرمہ کے چند علماء

نے ایک تھنک ٹینک کا اعلان کیا تھا لیکن وہ فعال نہ ہوسکا سب کی اپنی اپنی مجبوریاں تھیں، اس تھنک ٹینک میں نام ورعلماء کرام (صرف اہلیان اسلام یعنی کفر واسلام کا ملغوبہ نہ ہوجیسا کہ پہلے بہت سی کونسلیں بنی ہوئیں ہیں) اور کالج ویونیورسٹیوں کے پروفیسرز، اسکالرز اور جنگی ماہرین، اقتصادی ماہرین شامل ہوں جن کی کم از کم نشست سہ ماہی ضرور ہو۔

۳۔　ہمیں غیر ملکی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا چاہیے یہ کام ذرا مشکل ہے لیکن اس کا سہل طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنے اردگرد غور کریں کہ کن چیزوں کی آپ کو اشد ضرورت ہے اور کن چیزوں کے بغیر آپ کا کام چل سکتا ہے جن اشیاء کے بغیر آپ کے رہن سہن میں فرق نہ آئے انہیں فی الفور ترک کردیں اور جو ضرورت کی اشیاء ہیں اب ان پر غور کریں کہ اُن کے متبادل اشیاء مارکیٹ میں دستیاب ہوں تو ان کا استعمال بہتر ہے اور اگر بالفرض ان کے متبادل اشیاء مارکیٹ میں نہیں تو آپ ان سے حتیٰ الوسع نجات حاصل کرنے کی سعی کریں ہاں قربانی کے بغیر مقصد حاصل نہیں ہوتے۔

۴۔　دنیا کی ہر زبان میں اسلامی ویب سائٹس تیار کی جائیں جو دنیا کو اسلام کی صحیح تعلیمات سے آگاہ کریں خاص کر اُن پوائنٹس پر مواد شامل ہو جن پر یہود ونصاریٰ اعتراضات کرتے ہیں یعنی اسلام کے ان احکامات کی مدلل تشریح ہو جس کو بنیاد بنا کر یہود ونصاریٰ مسلمانوں کو موردِ طعن ٹھہراتے ہیں اور لب ولہجہ داعیانہ ہو۔

۵۔　اس وقت دنیا میں نظام جمہوریت نافذ ہے اس نظام سے اختلاف اپنی جگہ لیکن چونکہ یہ نظام دنیا میں اکثر مما لک بشمول پاکستان میں نافذ ہے تو آپ ایسے شخص کو ووٹ دیں جس میں اسلامی حمیت وغیرت کی ذرا سی رمق ہو کیونکہ عوامی احتجاج اپنی جگہ لیکن اگر اس وقت صرف اور صرف پاکستان کی اسمبلی سے اُس ملعون شخص کے خلاف متفقہ آواز بلند ہوتی تو اس کا اثر عوامی جلسہ جلوسوں سے کئی گنا موثر ثابت ہوتا اس لیے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کا انتخاب کیا جائے جن میں اسلامیت باقی ہو جو ایسے مواقع پر اپنا فرض ادا کریں۔

یہ پنجگانہ امور ایسے ہیں کہ اگر ان پر عمل درآمد شروع ہوجائے اور سب سے اہم ہمارا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس سے مضبوط ہوجائے ہم اُن کے نقش پاء پر چلنے والے بن جائیں تو انشاء اللہ جلد ہی موثر نتائج برآمد ہونگے۔ یہ یہود ونصاریٰ کی کاروائیاں صرف اور صرف مسلمانوں کی آزمائش ہے کہ کیا ابھی بھی ان میں جوش وخروش باقی ہے یا نہیں۔

ورنہ وہ کوئی بے وقوف تھوڑے ہیں کہ کروڑوں ڈالر لگا دیتے ہیں جس کی پذیرائی کے بجائے الٹا مخالفت ہوتی ہے یہ بات بھی صحیح ہے کہ یہود ونصاریٰ کے دلوں میں بغض پوشیدہ ہے لیکن وہ آج سے تو نہیں ہے اور خاص کر سقوط افغانستان کے ساتھ ہی بغض کا اظہار شروع ہوگیا آئے دن کوئی نہ کوئی واقعہ وہ صرف اور صرف ہمارا امتحان لینے کے لیے کر رہے ہیں کہ ''جذبۂ جہاد'' دینِ اسلام پہ مرمٹنے کا جذبہ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت اور ان کی محبت میں سرشار ہوکر جہاد کرنے کا جذبہ ابھی باقی ہے یا نہیں..... یہ صرف ایک ٹیسٹنگ ہے جو وہ وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں یہ بات یقینی ہے کہ ''عشق کے امتحاں ابھی اور بھی ہیں'' اب فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ کام عملی کرنا ہے یا خالی زبان سے کام چلانا ہے۔

انتظامیہ

پاکستان کیخلاف عالمی پروپیگنڈہ مہم......مجرم کون!

سہیل باوا لندن

یہ طے کرنا ابھی باقی ہے کہ پاکستان کو عالمی سطح پر بدنام کرنے میں بیرونی عناصر زیادہ سرگرم ہیں یا اندرونی قوتیں وطن عزیز کے مثبت تشخص پر زیادہ تندہی سے وار کر رہی ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ اسلام اور اس کی سرحدات کو جتنا میر جعفر اور میر صادق نے نقصان پہنچایا ہے اتنا کسی الفانسو اور ازابیلا نے نہیں پہنچایا اور یہ بھی سچ ہے کہ بیرونی عناصر اکثر بت کدوں کی پیروی چھوڑ کر کعبے کے پاسبان کا کردار ادا کرتے رہیں ہیں۔ مگر جب اپنی ہی صفوں میں ابولؤلؤ پیدا ہو جائیں تو پھر شہادت عمر رضی اللہ عنہ جیسے سانحے رونما ہوتے ہیں۔ پاکستان کو اس وقت بیرونی سطح پر متعدد خطرات کا سامنا ہے۔ دہشت گردی، عورتوں پر پابندی اور معاشرے میں انتہا پسندانہ رویوں کو نشانہ بنا کر پاکستان کو عالمی سطح پر ایک پروپیگنڈے کے تحت بدنام کیا جا رہا ہے۔ دوسری جانب اندرونی عناصر بھی سرگرم ہیں جن کے وار بلاشبہ بیرونی عناصر کی ضربوں سے زیادہ مہلک اور زہریلے ہیں۔

ذرا تصور کیجئے! ایسے ملک کے بارے میں باہر کی دنیا کیا سوچے گی جس کے شہری جھوٹی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹ کر غیر قانونی طریقوں سے ترقی یافتہ ممالک میں سیاسی پناہ کی درخواستیں دیتے پھر رہے ہوں اور پھر ان کی کارستانیاں کوئی اور نہیں بلکہ اسی ملک میں بے نقاب ہوں جہاں سیاسی پناہ حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ذرا سوچیئے! اس ملک کا کیا تصور ہوگا جس کے باشندے جھوٹی سیاسی پناہ حاصل کرنے کے لیے اپنے ملک پر تنقید کے آرے چلاتے ہوں۔

جی ہاں! وطن عزیز کو بدنام کے لیے ایک ایسا ہی گروہ سرگرم ہے جس کو ہم اور آپ جماعت احمدیہ یا قادیانیوں کے نام سے جانتے ہیں اور تشویش ناک امر یہ ہے کہ اس گروہ کی جعلسازی کو جرمنی کی وفاقی پولیس نے اس وقت بے نقاب کیا جب چند روز قبل شہر ڈارم شاڈ کے قریب فونک شاڈ میں جماعت احمدیہ کے چار گھروں پر چھاپہ مار کر جماعت احمدیہ کے صدر ثناء اللہ سمیت تین لوگوں اظہر جوئیا، عمر جوئیا اور ناصر جوئیا کو گرفتار کر لیا گیا۔ ذرائع کے مطابق یہ یورپ کی تاریخ میں غیر قانونی سیاسی پناہ حاصل کرنے میں مدد دینے والا اب تک کا سب سے بڑا گروہ ہے۔ اس گروہ کے تانے بانے کس خوفناک حد تک پھیلے ہوئے ہیں اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ جرمن پولیس نے زیر حراست احمدیوں سے پوچھ گچھ کے نتیجے میں ایک جرمن وکیل بوش برگ اور اس کی احمدی سیکریٹری روبینہ کے گھروں پر بھی چھاپے مارے ہیں۔ انکشافات در انکشافات کا سلسلہ جاری ہے، جرمن ریڈیو چیخ رہا ہے، یورپی اخبارات چنگھاڑ رہے ہیں، پولیس کمانڈوز ایک شہر سے

دوسرے شہر مسلسل چھاپے مار کر احمدیوں کو گرفتار کر رہے ہیں۔ ذرائع کے مطابق احمدیوں کا یہ گروہ ایک طویل عرصے سے سرگرم تھا اور پاکستان سے ان گنت احمدیوں کو غیر قانونی طریقے سے جرمنی اور یورپ کے دیگر شہروں میں پناہ دلوا چکا تھا۔ جرمن میڈیا کے مطابق احمدیوں کے خلاف جرمنی کی تاریخ میں سب سے بڑی پولیس کارروائی کی گئی جس میں بھاری پولیس نفری استعمال ہوئی اور پولیس کمانڈوز نے بھی اس کارروائی میں بھرپور حصہ لیا۔

جماعت احمدیہ کے بعض ''لبرل'' ذرائع نے جرمنی پولیس کی کارروائی پر کچھ حیرت انگیز انکشافات کیے ہیں۔ ان کے مطابق جماعت احمدیہ کی مرکزی قیادت اس بات کا حتمی فیصلہ کر چکی ہے کہ پاکستان سے بڑی تعداد میں احمدیوں کو یورپ کے مختلف ملکوں میں بسایا جائے۔ اس ضمن میں مسلم نوجوانوں کو بھی بیرون ملک کے سہانے سپنے اور احمدی خاتون سے شادی کا لالچ دے کر جرمنی، لندن، کینیڈا، ہالینڈ، بلجیم، اسپین و دیگر یورپی ممالک میں بسایا جا رہا ہے اور اس مہم کو کامیاب بنانے کے لیے پاکستان میں متعدد احمدی گروہ سرگرم ہیں۔ اس تشویشناک مہم کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ احمدی گرگے اپنے ''بندوں'' کو یورپی ممالک میں لانچ کرنے کے لیے پاکستان مخالف پروپیگنڈے کو تیز کر رہے ہیں۔ غیر ملکی سفارتخانوں میں پاکستان مخالف رویوں کا اظہار کیا جاتا ہے۔ سیاسی پناہ حاصل کرنے والے پاکستان کو ایک ناقابل برداشت رویوں والی غیر مہذب ریاست قرار دیتے ہیں۔ اس ضمن میں احمدیوں کو باقاعدہ تربیت فراہم کی جاتی ہے۔ لاہور میں جماعت احمدیہ کے عبادت خانے پر حملے کو بطور مثال پیش کیا جاتا ہے کہ پاکستان میں ہمارے ساتھ اس طرح کا سلوک ہو رہا ہے۔ اگر بالغ النظری سے احمدیوں کے اس حیلے کا جائزہ لیا جائے تو اس امر کا بخوبی ادراک ہوتا ہے کہ پاکستان میں تو مسجدوں، مزاروں اور امام بارگاہوں پر بھی تواتر سے بم دھماکے اور خودکش حملے ہو رہے ہیں مگر آج تک کسی شیعہ سنی یا کسی بھی فرقے کے پیروکار نے محض اس بنیاد پر سیاسی پناہ کے لیے درخواست نہیں دی۔ اگر یہ حادثے سیاسی پناہ کی وجہ بنتے تو اب تک عراق اور فلسطین کی پوری آبادی کو ہجرت کر جانی چاہیے تھی۔

جب اس طرح کے سیاسی پناہ گزین اور وہ بھی غیر قانونی طریقے سے سیاسی پناہ حاصل کرنے والے افراد اپنا مقدمہ سفارتی ڈیسک پر رکھتے ہیں تو پھر ملک کا امیج اس طرح مجروح ہوتا ہے کہ اس کی مثال ملنا ممکن نہیں۔ ذرا سوچیے! تاجر، سیاستدان اور طلبہ ملک کے بہترین تشخص کے لیے اپنی تمام صلاحیتوں کو لگا رہے ہیں اور دوسری جانب ایک گروہ نمودار ہوتا ہے اور وہ ان تمام کوششوں کو اپنی نفرت اور تعصب کی آگ سے جلا دیتا ہے۔ اس قسم کے لوگوں کے پروپیگنڈوں کے بعد پاکستان کو عالمی سطح پر کیسے اچھے دوست میسر آ سکتے ہیں؟ پاکستان کی کولیشن یورپی ممالک سے کیسے مضبوط ہو سکتی ہے؟ یورپی منڈیوں میں پاکستان کی رسائی میں اس قسم کا پروپیگنڈہ بھی ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ یورپ میں پالیسیاں محض ایک بیان پر نہیں بنتیں۔ یورپی ممالک کسی بھی ملک کے حوالے سے اپنی پالیسی کو بناتے وقت تمام عوامل کا جائزہ لیتے ہیں اور کوئی شبہ نہیں کہ احمدیوں کا یہ پروپیگنڈہ پاکستان کو عالمی سطح پر آئسولیشن کی جانب لے جا رہا ہے۔

یہاں ایک اور بات کی وضاحت بہت ضروری ہے کہ احمدیوں کی سینٹرل کمانڈ کی یہ پالیسی کہ جماعت کے ارکان کو زیادہ سے زیادہ ہر ملک میں آباد کیا جائے، اس کی کیا وجہ ہے؟

جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں پر نظر رکھنے والے تحقیق دان جانتے ہیں کہ یہ جماعت دراصل ایک چندہ جماعت ہے۔ ایک عام کمزور احمدی کو بے رحمی اور سفاکانہ طریقوں سے بلیک میل کر کے اس سے چندہ وصول کیا جاتا ہے تاکہ جماعت احمدیہ کی نکھٹو اشرافیہ کی عیاشیوں کو برقرار رکھا جائے۔ یہ جماعت احمدیہ کا المیہ ہے اور انسانی حقوق سے وابستہ تنظیموں بشمول اقوام متحدہ کو عام احمدیوں پر ہونے والے بدترین ظلم کے خلاف نہ صرف نوٹس لینا چاہیے بلکہ اس بربریت کے لیے خاتمے کے لیے بھی خاطر خواہ اقدامات کیے جانے ضروری ہیں۔

جماعت احمدیہ کا ہر رکن ماہانہ لازمی چندہ دیتا ہے۔ اس کے علاوہ تحریک جدید کا چندہ، عبادت گاہ کا چندہ، وقفِ جدید کا چندہ، سالانہ جلسے کا چندہ، چندہ اشاعت، نصرت جہاں آگے بڑھو چندہ، بلال فنڈ، طاہر فنڈ، سالانہ اجتماع کا چندہ اور چندہ وصیت جو زندگی بھر کم از کم آمدنی کا 10 فیصد ادا کیا جاتا ہے۔ یہ چندہ انتہائی جابرانہ طریقوں سے وصول کیا جاتا ہے اور اگر کوئی چوں چرا کرے تو اس کا سوشل بائیکاٹ کر دیا جاتا ہے۔ یہی وہ وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا مرکزی خاندان دنیا کے امیر ترین خاندانوں میں سے ایک ہے۔ ایک اطلاع کے مطابق صرف جرمنی سے سالانہ 14 ملین یورو کا چندہ جماعت احمدیہ کے مرکز میں بھیجا جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ کی یورپ بساؤ پالیسی اور غیر قانونی وسیاسی پناہ کی مہم دراصل اسی چندے بازی کا ایک سلسلہ ہے۔ بہت سادہ سا نکتہ ہے کہ پاکستان میں رہنے والا ایک عام احمدی اپنی آمدنی کے سبب اتنا چندہ نہیں دے سکتا چنانچہ اسی ہوسِ زر کو پورا کرنے کے لیے احمدی اشرافیہ عام احمدیوں کو غیر قانونی طریقے سے یورپ اسمگل کرنے کے گھناؤنے منصوبے پر عمل پیرا ہیں۔ مگر کیا چندے کا حصول ہی اس غیر قانونی، غیر اخلاقی اور وطن دشمن رویے کی وجہ ہے...... نہیں اور ہرگز نہیں۔ جماعت احمدیہ کی اشرافیہ شروع سے پاکستان مخالف رویوں کی حامل رہی ہے اور غیر قانونی سیاسی پناہ حاصل کرنے کی اس مہم کے ذریعے جماعت احمدیہ بیرون ملک میں پاکستان کی بھیانک تصویر کشی کر رہی ہے۔ جس پر نہ صرف پاکستان کے سیاستدان، انسانی حقوق کے ادارے اور سول سوسائٹی خاموش ہے بلکہ مذہبی جماعتیں بھی چپ کا روزہ رکھ کر بیٹھی ہیں۔ یورپی سیکیورٹی ادارے جماعت احمدیہ کے خلاف سرگرم ہیں، مگر پاکستان میں اس ہولناک جرم پر سیکیورٹی ادارے جنبش بھی نہیں کر رہے۔ پاکستان کو اس وقت شدید بیرونی دباؤ کا سامنا ہے، اس دباؤ کا سامنا کرنے کے لیے پہلے کشتی کے اندر سوراخ کرنے والے منافقین کا سدِّ باب کرنے کے لیے سفارتی طریقہ اختیار کرنا ضروری ہے۔

باطل کا دماغ کب درست کرو گے؟

پروفیسر ابوطلحہ عثمان ایم اے

''تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کی راہ میں بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں۔ ہمارا کوئی حمایتی کوئی مددگار اپنے پاس سے بنادے۔'' (سورہ نساء)

مطلب یہ کہ اہل اسلام کے لیے جہاد چھوڑنے کا کوئی عذر نہیں۔ کمزور مسلمان مردوں عورتوں اور بچوں کی مظلومیت حد کو پہنچ چکی۔ یہ الفاظ جہاد کے فرض ہونے کی دلیل ہیں۔

معاہدہ حدیبیہ کے بعد مکّہ مکرمہ پر چڑھائی کا ایک سبب مظلومین مکہ کی مدد اور دوسرا سبب بنی خزاعہ پر ظلم کا بدلہ لینا تھا جن کا مسلمانوں کے ساتھ دفاعی معاہدہ تھا۔ مدینہ کے ایک یہودی قبیلے سے معاہدہ تھا۔ انہوں نے ایک مسلمان عورت سے سخت کلامی کی جس کی بنا پر اُنہیں مدینہ سے بہ جبر نکال دیا گیا......

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک مسلمان کے ساتھ ایک نصرانی سالار فوج نے زیادتی کی تھی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کمانڈو بھیج کر اُس نصرانی کو اٹھوالیا۔ مظلوم مسلمان کو بدلہ دلوادیا پھر نصرانی سالار کو اس پیغام کے ساتھ واپس پہنچادیا کہ مسلمان لاوارث نہیں ہیں اور تم ہماری گرفت سے قطعاً باہر نہیں ہو۔

عباسی خلیفہ معتصم باللہ اتنا دھڑلے کا بادشاہ نہیں تھا مگر ایمانی غیرت میں کمزور نہیں تھا۔ عموریہ شہر پر نصرانی حکمرانی تھی۔ ایک مسلم خاتون سے گستاخانہ رویہ اختیار کیا گیا۔ مسلم خاتون کے منہ سے الفاظ نکلے ہائے معتصم! (**وا معتصم**) یہ آواز خلیفۃ المسلمین تک پہنچادی گئی۔ خلیفہ نے جواباً کہا: ''**لَبَّیْک لَبَّیْک یَا اُخْتَاہ**! (میری بہن میں ابھی پہنچا) خلیفہ نے بلا تاخیر اسلامی لشکر تیار کیا اور عموریّہ پر چڑھائی کر دی۔ چند ہی دنوں میں عموریّہ فتح ہو چکا تھا اور گستاخ نصرانی پابہ جولاں مسلم مظلوم خاتون کے سامنے کھڑا معافی مانگ رہا تھا۔

ہارون الرشید کے زمانے میں روم کے بادشاہ نقفور نے جزیہ سے انکار کا خط لکھا اور یہ کہ ہمارا پہلا ادا کردہ جزیہ بھی واپس کرو...... امیر المؤمنین نے خط کی پشت پر مختصر جواب لکھا: ''امیر المؤمنین کی جانب سے نقفور رومی کتے کے نام! اے کافرہ کے بچے میں نے تیرا خط پڑھ لیا ہے۔ جواب بھیج رہا ہوں مگر اس جواب کا تعلق پڑھنے سے نہیں سننے کے ساتھ نہیں دیکھنے کے ساتھ ہے۔'' مجاہدین کا ایک لشکرِ جرّار نقفور کے سامنے کھڑا تھا...... اس نے معافی مانگی تمام رقم جزیہ کی اور مزید جرمانہ کی ادا کی اور آئندہ کبھی غدّاری نہ کرنے کا عہد کیا۔

آخری عثمانی خلیفہ عبدالحمید عثمانی سے سپر پاوروں نے یہودیوں کے رہنے کے لیے فلسطین میں ایک قطعہ زمین مانگا جس کے بدلے آج کی بولی ڈالروں کے ڈھیر پیش کیے.....مگر غیرت مند امیر المؤمنین نے پاؤں کے انگوٹھے سے زمین سے مٹی کھودی اور فرمایا اگر میرے سامنے سونے کے پہاڑ کھڑے کر دیے جائیں تب بھی میں فلسطین کی اتنی سے مٹی دینے کو گوارانہ کروں گا.....اس سے مایوس ہو کر باطل کی سپر طاقتوں نے مسلمانوں ہی میں سے دکن و بنگال کے جعفر و صادق جیسے افراد تلاش کیے۔ انہیں کمال پاشا جیسا ایک آستین کا سانپ مل گیا جس نے لارنس آف عریبیا جیسے شیطانوں سے مل کر حبشی عبداللہ بن سبا جیسا کھیل کھیلا۔ عربی، عجمی، مصری، ترکی وغیرہ وغیرہ کے نام پر عظیم مسلم خلافت کو پارہ پارہ کر دیا.....آج صدیوں بعد مسلم قوم میں کسی حد تک روح جہاد زندہ ہوئی ہے جس نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی جیسے بیسیوں مسلم بیٹیوں کو بیچنے والے مداری پرویز کو اپنے آقاؤں کے قدموں میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا ہے۔ مگر بگرام جیل، گوانتا نامو اور اس جیسی بے شمار اذیت گاہوں میں کمزور مسلم خواتین، قیدی مجاہدین، مسلمان بچے عالم اسلام کے مجاہدوں کو اپنی مدد کے لیے پکار رہے ہیں، بوسنیا، چیچنیا، فلسطین، اراکان اور کشمیر کے مظلوم مسلمان آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے ہمیں آواز دے رہے ہیں۔ قانون یہ ہے کہ جہاں ایک دفعہ ”لا الٰہ الا اللہ“ کا پرچم لہرا چکا ہو، جہاں ایک دفعہ ”محمد رسول اللہ“ کا نظام نافذ ہو چکا ہو وہ علاقہ قطعی طور پر اسلامی سرزمین ہے چاہے وہ اندلس کی وادی ہو یا کشمیر و فلسطین ہو، جنوبی سوڈان ہو یا مشرقی تیمور.....اسلام اور مجاہدینِ اسلام نے کبھی کسی پر ظلم نہیں کیا مگر اسلام زمانے میں دبنے کے لیے بھی نہیں آیا۔ جب بھی کبھی مسلم جوان غیرت مندانہ قدم اٹھاتے ہیں ہزاروں کی تعداد میں فرشتوں کو ان کی مدد کے لیے بھیج دیا جاتا۔ یہ فرشتے آسمانوں سے ہی تربیت لے کر آتے ہیں (القرآن)

اے مسلم جوان چیچنیا، فلسطین، صومالیہ، بوسنیا اور کشمیر کی مظلوم بیٹیاں مدد کے لیے پکار رہی ہیں۔ عافیہ صدیقی جیسی ان گنت مسلم بیٹیاں تشدد اور دہشت کا شکار ہیں۔ ابن قاسم، غازی طارق بن زیاد، خالد بن ولید اور صلاح الدین ایوبی کے جانشینو! تم باطل کا دماغ کب درست کرو گے؟

مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ......علم وعمل کا سچا کردار

مولانا زاہد الراشدی

مولانا زاہد الراشدی مدظلہٗ نے یہ مضمون، حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ کے انتقال (۲۴؍ اکتوبر ۱۹۹۵ء) کے موقع پر تحریر فرمایا تھا۔ (ادارہ)

جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام تو سن رکھا تھا کہ ''شاہ جی'' امیرِ شریعت رحمہ اللہ تعالیٰ کے بڑے بیٹے ہیں اور بہت بڑے عالم ہیں لیکن دیکھنے کا موقع اس وقت ملا جب ایوب خان مرحوم نے ۱۹۶۲ء میں مارشل لا ختم کر کے ملک میں سیاسی سرگرمیاں بحال کیں اور مجلس احرار اسلام نے ملک کے مختلف شہروں میں جلسے منعقد کر کے جماعتی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ انہی دنوں گوجرانوالہ کے شیرانوالہ باغ میں مجلس احرار اسلام کا جلسہ تھا اور مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اس جلسے کے مرکزی مقرر تھے۔

میرا طالب علمی کا دور تھا، مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں پڑھتا تھا اور جمعیت علما اسلام کے ساتھ ذہنی وابستگی ہو چکی تھی، لیکن مجلس احرار اسلام کے ماضی اور کارناموں سے بھی بے خبر نہ تھا۔ اس لیے کہ چودھری افضل حق مرحوم کی ''تاریخ احرار'' مولانا مظہر علی اظہر مرحوم کی ''دنیا کی بساطِ سیاست'' اور ''تحریک مدح صحابہ'' اور آغا شورش کاشمیری مرحوم کی ''خطبات احرار'' نظر سے گزر چکی تھیں، بلکہ سیاسیات کے حوالہ سے میں نے زندگی میں سب سے پہلے جن کتابوں کا مطالعہ کیا وہ یہی چار کتابیں ہیں۔ انہیں میں نے نہ صرف پڑھا بلکہ بار بار پڑھا اور اپنے ذہن و فکر پر ان کے اثرات ابھی تک محسوس کر رہا ہوں۔ اس لیے ''جماعتی معاصرت کے فطری جذبے کے باوجود احرار رہنماؤں کے ساتھ قلبی تعلق قائم رہا اور اب بھی بحمداللہ قائم ہے۔

مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کو سب سے پہلے شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ کے جلسہ میں دیکھا اور سنا، سرخ کرتا پہنے، ہاتھ میں کلہاڑی پکڑے ہزاروں کے اجتماع میں وہ ملک کے مسائل پر پوری فصاحت و بلاغت کے ساتھ اپنے بے باک خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ علم اور خطابت کا حسین امتزاج تھا اور اس پر جرأت و بے باکی اور خلوص و وفا کے جذبات کا اضافہ بھی۔ اس لیے متاثر نہ ہونے کا سوال ہی نہیں تھا۔ چنانچہ جلسہ کے بعد اپنے طالب علم ساتھیوں کے سامنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے میں نے کہا کہ ''یہ شخص اگر اسی طرح پورے ملک میں چلتا رہا تو اس کے سامنے کسی کا چراغ نہیں جل سکے گا۔'' لیکن مجلس احرار اسلام قیادت کی صف بندی اور اس کی ترجیحات کے تعین میں ایسی الجھی کہ وقت اس کے فیصلے کا انتظار کیے بغیر آگے بڑھ گیا اور پھر اس خلا کو پُر کرنے کے لیے جمعیت علما اسلام آگے بڑھی اور بڑھتی چلی گئی۔

مولانا سید ابوذر بخاری اپنے وقت کے جیّد اور وسیع المطالعہ علما میں شمار ہوتے تھے، خطابت انہیں اپنے والد مرحوم سے ورثہ میں ملی تھی، کتاب بینی کا ذوق جنون کی حد تک رکھتے تھے۔ سخن فہمی اور شعر و ادب کا ذوق اعلیٰ درجے کا تھا اور

گفتگو کے سلیقہ سے بھی بہرہ ور تھے۔ اس لیے جب کسی موضوع پر گفتگو کرتے تو گھنٹوں بے تکان بولتے چلے جاتے اور مستند معلومات کے ساتھ ساتھ کتابوں کے حوالوں کا انبار لگا دیتے، بلاشبہ ان کی مجلس میں کچھ دیر بیٹھنے کے بعد یوں محسوس ہوتا جیسے کسی بڑی لائبریری میں وقت گزار کر آئے ہیں۔

وہ سیاست میں اپنے مرحوم والد گرامی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے افکار ونظریات، ان کی وضع داری اور حق گوئی کی روایات کے امین تھے۔ مجلس احرار اسلام کے ساتھ عشق کی حد تک لگاؤ رکھتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام نے انتخابی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی اور اپنی سرگرمیاں تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تک محدود کر کے سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے خواہش مند احرار کارکنوں کو دوسری سیاسی جماعتوں میں جانے کی اجازت دے دی تھی، اس سلسلہ میں مولانا سید ابوذر بخاریؒ کا مؤقف یہ تھا کہ

''حضرت امیر شریعت اور قائدین احرار نے جنوری ۱۹۴۹ء میں معروضی حالات کے تحت مروجہ انتخابی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کی تھی۔ قادیانیوں اور دیگر لادین قوتوں کی طرف سے پاکستان اور پاکستان کی دینی قوتوں کے خلاف وسیع سازش اور منصوبہ بندی کو ناکام بنانے کے لیے یہ حکمتِ عملی اختیار کی۔ مرزائی پاکستان کے اقتدار پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے ۱۹۵۳ء کی تحریکِ تحفظ ختم نبوت برپا کی گئی اور مرزائیوں کو سیاسی و دینی محاذ پر تاریخ ساز شکست سے دوچار کیا۔''

وہ بعض حضرات کے اس مؤقف کو سراسر غلط قرار دیتے کہ ''امیر شریعت نے مجلس احرار کو ختم کر دیا تھا۔''

ان کا مؤقف تھا کہ: ''جماعت کو ختم نہیں کیا تھا بلکہ انتخابی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کی تھی۔'' وہ ساری زندگی احرار کارکنوں کو منظم کرنے اور احرار اسلام کو ایک متحرک سیاسی قوت طور پر سامنے لانے کی کوششوں میں مصروف رہے۔

مولانا سید ابوذر بخاری دراصل علم ومطالعہ کے شعبہ کے آدمی تھے، لیکن بے رحم سیاست نے ان کے اور ان کے معاصرین کے درمیان حجابات اور ترجیحات کی ایسی لکیریں کھینچ دیں کہ ان کی علمی و دینی شخصیت سے وہ فائدہ نہ اٹھایا جا سکا جو ان کا اور ان سے زیادہ ان کے اہل زمانہ کا حق تھا ورنہ وہ اگر عملی سیاست کے جھمیلوں میں الجھ کر نہ رہ جاتے تو علمی وفکری محاذ پر اہل علم ودانش کے لیے رہنمائی اور استفادہ کا ایک مضبوط مرکز اور مرجع ہوتے۔

وہ ایک اچھے ادیب اور منفرد شاعر بھی تھے۔ ان کی متعدد نگارشات مختلف جرائد اور کتابچوں کی شکل میں چھپ چکی ہیں جو ان کے علمی وادبی ذوق کی آئینہ دار ہیں۔ انہیں اردو کے علاوہ عربی اور فارسی پر بھی قدرت حاصل تھی اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے والد حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی طرح مجلسی ذوق سے بھی بہرہ ور اور مجلس آرائی کے فن سے آشنا تھے۔ ان کی مجلس میں ہر ذوق کے لوگوں کو اپنا حصہ مل جاتا تھا۔

مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ بے شمار ملاقاتیں ہوئیں۔ عام جلسوں میں ان کے طویل خطابات سنے اور نجی محفلوں کی بے تکلفانہ گپ شپ کا حظ بھی اٹھایا۔ مجھے ان کے مطالعہ کی وسعت اور معلومات کے استحضار نے سب سے زیادہ متاثر کیا حتیٰ کہ بسا اوقات صرف اس لیے ان سے ملاقات ومجلس کے مواقع تلاش کرتا تھا کہ بہت سی مستند معلومات کسی لمبے چوڑے مطالعہ کی کلفت اٹھائے بغیر ان کے ہاں مل جایا کرتی تھیں۔

انہیں جمعیت علما اسلام کی سیاسی پالیسیوں سے ہمیشہ اختلاف رہا اور مجھے ایک عرصہ تک سیکرٹری اطلاعات کی حیثیت سے جمعیت کے ترجمان کی حیثیت حاصل رہی، وہ اپنے اختلاف کا کھل کر اظہار کرتے تھے اور لگی لپٹی رکھے بغیر کرتے۔ ایک صاحب علم اور صاحب رائے کے طور پر میں ان کا یہ حق سمجھتا تھا۔ اس لیے اختلافات اور ان کے اظہار میں ایک گونہ شدت کے باوجود اُن سے میری عقیدت کا سلسلہ بدستور قائم رہا۔ حتیٰ کہ اس سلسلہ میں ایک دلچسپ لطیفہ بھی ریکارڈ میں آ جائے تو شاید نامناسب نہ ہو۔ ایک دور میں جمعیت علما اسلام کے امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نوّر اللہ مرقدہٗ نے دیوبندی مکتب فکر کے سرکردہ علما کو جامعہ مخزن العلوم خان پور میں جمع کرنے کا اہتمام کیا۔ عمومی جلسہ بھی تھا اور مختلف دیوبندی جماعتوں کے رہنماؤں کے مشترکہ خصوصی اجلاس کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ، حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ اور حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ سمیت بیشتر دیوبندی علما جمع تھے۔ مولانا سید ابوذر بخاری کا خطاب ظہر کے بعد کی نشست میں تھا جبکہ مولانا مفتی محمود نے رات کی نشست میں خطاب کرنا تھا۔ معاملہ خاصا نازک تھا، مولانا سید ابوذر بخاریؒ نے اپنے تفصیلی خطاب میں روئے سخن مفتی محمود صاحبؒ ہی کی طرف رکھا اور اپنے مخصوص اندازِ خطابت کے دائرہ میں وہ جو کچھ کہہ سکتے تھے کہہ گئے۔ سٹیج پر میں بھی موجود تھا بلکہ حضرت مولانا سید ابوذر بخاریؒ کی کرسی کے بالکل ساتھ فرشی نست پر آلتی پالتی مار کر بیٹھا تھا اور اپنی جماعت کی پالیسیوں کے خلاف ان کی خطیبانہ گھن گرج سے محظوظ ہو رہا تھا۔ نشست ختم ہوئی، پتہ چلا کہ حضرت مولانا مفتی محمودؒ تشریف لے آئے ہیں۔ ان کی قیام گاہ پر ملاقات کے لیے حاضر ہوا تو انہیں حضرت مولانا سید ابوذر بخاریؒ کے خطاب کی رپورٹ مل چکی تھی، صورت حال کی نزاکت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے مفتی صاحب جمعیت علما اسلام کے سیکرٹری جنرل تھے اور میں سیکرٹری اطلاعات، جب کہ جمعیت ہی کے امیر کے طلب کردہ جلسہ میں جمعیت کی پالیسیوں کے خلاف ٹھیک ٹھاک قسم کی تقریر ہوئی تھی۔

مفتی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں مجھ سے پوچھا ''تم نے تقریر سنی؟'' میں نے عرض کیا ''جی ہاں! پھر پوچھا تم کہاں تھے؟ میں نے جواب دیا کہ سٹیج پر! پھر دریافت کیا ''سن لی! میں نے عرض کیا ''جی ہاں سن لی! اس کے بعد مفتی صاحب نے پوچھا ''پھر کیا خیال ہے؟'' میں نے عرض کیا کہ ''میرا خیال ہے کہ یہ تقریر یہاں نہیں بلکہ کل کے مشترکہ اجلاس میں ہونی چاہیے تھی۔'' حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے چہرے پر کچھ برہمی سی نمودار ہوئی اور فرمایا ''کیا مطلب؟ تمہیں باتوں سے اختلاف نہیں صرف جگہ سے اختلاف ہے؟'' میں نے گزارش کی کہ ''ہاں! مجھے جگہ سے اختلاف ہے اس لیے کہ اس قسم کی باتیں آمنے سامنے ہو جائیں تو زیادہ بہتر رہتی ہیں۔ مفتی صاحب نے پھر پوچھا کہ اب میں کیا کروں؟ میں نے عرض کیا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ اپنے خطاب میں اس بات کا اشارہ بھی نہ دیں کہ آپ کے خلاف اس سٹیج پر کوئی تقریر ہوئی ہے۔ یہی بات بعد میں حضرت درخواستی رحمہ اللہ نے بھی ان سے فرمائی چنانچہ مفتی صاحب رحمہ اللہ نے ایسا ہی کیا اور ایک نیا محاذ گرم ہوتے ہوتے رہ گیا۔

ایک دفعہ جمعہ کے روز ایسا ہوا کہ مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ میں جمعہ کی نماز پڑھا کر مسجد کے ہال سے باہر نکلا تو اچانک دیکھا کہ دیوار کی اوٹ میں مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ تشریف فرما ہیں۔ اللہ اکبر...... یہ کیا ہوا؟ آگے بڑھ کر مصافحہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ ''حضرت'' آپ نے یہ کیا ظلم کیا؟'' فرمایا میں جمعہ کے آغاز میں ہی آ گیا تھا مگر جان بوجھ کر چھپا رہا کہ تم نے دیکھ لیا تو پیچھا نہیں چھوڑو گے۔ سچی بات ہے بہت صدمہ ہوا کہ میں اور جامع مسجد کے نمازی ان کے خطاب سے محروم رہ

گئے۔فرمانے لگے گکھڑ جانے کے ارادہ سے آیا ہوں، حضرت شیخ الحدیث صاحب (میرے والد محترم مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ) سے ملنے کی خواہش ہے اور آپ کو ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔عرض کیا کہ چائے وغیرہ ہو جائے پھر چلتے ہیں، فرمایا کہ نہیں سب کچھ وہیں ہوگا آپ ساتھ چلیں۔میں ساتھ ہولیا، گکھڑ پہنچے، حضرت والد صاحب سے ملاقات ہوئی، کچھ دیر گفتگو رہی، تشریف آوری کا مقصد پوچھا تو کہنے لگے کہ صرف ملاقات وزیارت کے لیے آیا ہوں۔چائے سے فارغ ہوئے، رخصت ہونے لگے تو پلیٹوں میں بچی ہوئی مٹھائی کی طرف دیکھ کر حضرت والد صاحب سے کہا کہ ''حضرت! اگر اجازت ہو تو یہ تبرک ساتھ رکھ لوں'' اور پھر تبرک سنبھالے جس محبت کی فضا میں رخصت ہوئے اس کا منظر ابھی تک نگاہوں کے سامنے گھوم رہا ہے۔

حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ سے آخری ملاقات اس وقت ہوئی جب وہ بستر علالت پر تھے۔میں ملتان گیا ہوا تھا، بیمار پرسی کے لیے حاضر ہوا تو بہت خوش ہوئے۔حضرت والد صاحب کی صحت کے بارے میں بار بار پوچھتے رہے۔میرے حوالہ سے کوئی بات سن رکھی تھی اس کا ذکر کیا اور فرمایا کہ تم سے براہِ راست سننا چاہتا ہوں تاکہ سند متصل رہے اور ''رواہ البخاری'' کہہ سکوں۔بات اب مجھے یاد نہیں مگر اتنا نقشہ ضرور ذہن میں ہے کہ انہیں بات جس انداز سے پہنچی اس میں کچھ مبالغہ آمیزی بھی شامل تھی میں نے اصل بات عرض کی تو شکریہ ادا کیا اور دعا دی۔

مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے فرزند تھے مگر ان کا صرف یہی تعارف نہیں تھا بلکہ وہ اپنے علم وفضل، وضع داری، وسعت مطالعہ اور بہت سے معاملات میں اپنی مستقل رائے کے حوالہ سے جداگانہ تشخص بھی رکھتے تھے۔اے کاش یہ ''تشخص'' حالات کی نامساعدت کی نذر نہ ہو جاتا اور اہلِ حق کا قافلہ وسیع تر دائرے اور تناظر میں ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھا سکتا۔

موت ہر ذی روح کے لیے مقدر ہے اور ہر شخص نے اپنے وقت پر اس دنیا سے بہرحال چلے جانا ہے لیکن بعض اموات کی کسک حسّاس دلوں کو بہت دیر تک اپنے وجود کا احساس دلاتی رہتی ہیں۔حضرت مولانا سید ابوذر بخاری جیسے عالم دین، محقق، دانش ور، ادیب، شاعر، خطیب اور وضع دار رہ نما کی یاد بھی ان کی موت کے بعد ایک عرصہ تک ان کے دوستوں کے دلوں میں تازہ رہے گی۔اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازیں۔آمین یارب العالمین

وہاب فین
فلک الیکٹرک سٹور
گری گنج بازار، بہاول پور
پروپرائیٹر فلک شیر
0312-6831122

جیل سے آغا شورش کے خطوط

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

عبداللہ ملک اپنی کتاب ''شورش بنام عبداللہ ملک'' کے دیباچے میں رقم طراز ہیں:

''شورش کے یہ خطوط جو اس نے ایک زمانہ گزرا، مجھے لکھے تھے۔ ہماری دوستی محبت اور اُلفت کی منہ بولتی داستان ہے۔

محبت ہے راز ، راز کی حد تک ہے سرفراز
جب داستانِ بزم بنی ، خوار ہو گئی!

معلوم نہیں اب جب یہ داستان حوالۂ بزم ہو رہی ہے تو کتنی خوار ہو گی۔ بہر حال اس داستان کی بھی ایک عمر ہے۔ یہ ۱۹۳۸ء کا زمانہ تھا۔ مہینہ یاد نہیں۔ شورش جیل سے رہا ہو کر آیا تھا۔ اُس کی رہائی پر مجلسِ احرار نے دہلی دروازہ کے باہر باغ میں جلسہ منعقد کیا تھا۔ مجلس احرار کے پلیٹ فارم سے شورش کی یہ پہلی تقریر تھی اور مسجد شہید گنج کے ایجی ٹیشن سے مجلس احرار نے اپنا جو اثر و رسوخ کھویا تھا اُس کے عوض میں اُس کو شورش ملا تھا۔ اس لیے مجلس احرار کے زعماء سب کچھ کھو کر بھی اس کامیابی پر بہت نازاں تھے۔ کیونکہ شورش کی صورت میں وہ پوری تحریک شہید گنج کے منفی اور خود غرضانہ کردار پر سے مسلسل پردہ اٹھا رہے تھے۔ اس لیے اس پہلے جلسے کا اہتمام بڑے زور و شور سے کیا گیا تھا۔ اور مجلس احرار کے چوٹی کے رہنما اس میں شریک ہوئے تھے۔ جس میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا:

''میں سچائی کی دلیل دیتا ہوں۔ یہ چھ فٹ کی دلیل۔ یہی آغا شورش کاشمیری جو کبھی ہمارے خلاف تھے اور آج ہمارے ساتھی بن چکے ہیں۔ یہ ایک پھول تھا جو غیر کے چمن میں تھا جس کے کانٹوں کی چبھن بھی مجھے محسوس ہوئی لیکن میں نے صبر و استقلال کا دامن نہ چھوڑا اور اب یہ پھول میرے دل کے گلدستے کا نمایاں پھول بنا ہوا ہے۔''

آل پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن کی طرف سے شورش کاشمیری کی خدمت میں اُس جلسے میں ایک سپاسنامہ پیش کرنے کا فیصلہ ہوا۔ یہ سپاس نامہ عبداللہ ملک آل پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے پڑھنا تھا اس سے پہلے اُس نے کبھی بھی پبلک جلسے میں تقریر نہ کی تھی۔ حتیٰ کہ کالج کے مباحثوں میں بھی حصہ نہیں لیا کرتا تھا چہ جائیکہ کسی جلسۂ عام میں سپاس نامہ پیش کرنا۔ بہر حال عبداللہ بٹ نے جو کالج کے مباحثوں کے میدان کے ایک مانے ہوئے شہسوار تھے۔ اُن کی ہمت بندھائی اور دھکیل کر سٹیج پر چڑھا دیا۔ اعلان ہوا اور وہ کاغذ ہاتھ میں تھامے ہوئے لاؤڈ سپیکر کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ لرزاں و ترساں یہ سپاس نامہ پڑھا۔ یہ سپاس نامہ اُس کی اور شورش کی دوستی کی بنیاد بنا۔

آج آغا شورش کاشمیریؒ کی ۳۶ ویں برسی کے موقع پر، دہلی میں، اُن کے ۱۹۳۹ء اور ۱۹۴۰ء کے تحریر کردہ اُنھی

خطوط کی تلخیص پیش کی جارہی ہے جو اُنھوں نے جیل سے اپنے دوست عبداللہ ملک کے نام ارسال کیے۔

قانونی گرفت تیز تر ہوتی جارہی ہے۔ مقامی مقدمہ کا فیصلہ اس ماہ کے اختتام پر ہوجائے گا۔ مجھ پر تین مقدمات دائر کیے گئے ہیں۔ ملتان کے بعد لائلپور میں ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے تحت میرے جرم وگناہ کی شنوائی ہوگی۔ تیسرا مقدمہ زیر دفعہ ۱۲۹۔الف و ۱۵۳ الف، منٹگمری میں سماعت ہوگا۔ کوئی اور مقدمہ ہو تو میں کہہ نہیں سکتا۔ البتہ ایک بات ہے اور وہ بھی بہت پرانی۔ شاید مولانا محمد علی مرحوم نے فرمایا تھا اور اب میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ

تعزیرِ جرمِ عشق ہے بے صرفہ محتسب!
بڑھتا ہے ذوقِ جرم یہاں ہر سزا کے

سیاسی اسیر۔ ڈسٹرکٹ جیل ملتان، ۱۰ر اکتوبر ۱۹۳۹ء

''ابھی سماعت مقدمہ شروع نہیں ہوئی۔ شاید دو بجے ہو فیصلہ جو کچھ ہوگا بتا دیں گے۔ یہ پرزہ کاغذ جو ثانی درجہ رکھتا ہے۔ ہتھکڑی لگے ہوئے ہاتھوں سے لکھا ہے، امید ہے قبول خاطر ہوگا۔ اس اختصار کو غنیمت سمجھو باقی ملتان میں۔''

لائل پور۔ ۲۳ر اکتوبر ۱۹۳۹ء

''شاید میں نے آپ سے کسی خط میں وعدہ کیا تھا کہ میں اپنی آپ بیتی کا ایک ناتمام ورق عرض کروں گا۔ لیکن سوچنے پر بھی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ حیران ہوں اپنی کہی ہوئی بات کو کیسے پورا کروں۔ دولت سے میں تہی دامن ہوں کہ کوئی رنگین بات کہوں۔ افلاس کی ہر ادا پھیکی ہوتی ہے۔ علمیّت وہ میرے ہاں کہاں۔ غریب ذہن سے جدّت کا پیدا ہونا پتھریلی زمین سے شاداب ٹہنیوں اور مہک آور پھولوں کی تخلیق کے برابر ہے۔''

ملتان ڈسٹرکٹ جیل۔ ۲۰ر اکتوبر ۱۹۳۹ء

میری داستان بھی وقت کے ناہموار تھپیڑوں کی ترتیب دی ہوئی ہے۔ زمانہ کی بے دردیوں نے ان اوراق کو سنوارا ہے۔ غمگین لمحوں نے تدوین کی ہے۔ میرے آنسو میرے الفاظ ہیں۔ میری آہیں میرے حروف ہیں۔ عبرت وقنوت میرے مغموم افسانہ کے خاص عنوان ہیں۔ شاید کوئی لفظ تم پر بھی اثر انداز ہو......! طلب بھی ہے اور جستجو بھی۔ تلاش بھی اور تمنّا بھی۔ بے نشانی نشان ہو کر رہ گئی ہے۔ کارواں گزر چکا ہے اب نقشِ کارواں کی تلاش میں ہوں۔ گمشدہ منزل کی جستجو نے دیوانہ کر رکھا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کیا ہوں، کون ہوں۔ کہا جا رہا ہوں

جبیں پہ گردِ رہِ عشق ، لب پہ مہرِ سکوت

دیارِ غیر میں پھرتا ہوں ، آشنا کے لیے

بھائی! اس دور کا سب سے بڑا جُرم افلاس ہے۔ گناہ امارت کی آغوش میں نیکی کہلاتا ہے اور نیکی افلاس کے دامن میں گناہ ہو جاتی ہے۔ غریب کی دنیا، حسرتوں کا نشیمن ہے۔ امارت کا ماحول خوشیوں کا سرچشمہ ہے۔ میری مفلسی نے میری بہت سی امنگوں کو جواں ہونے سے پہلے بوڑھا کر دیا ہے۔ حتّٰی کہ میری کئی تمنائیں ان کلیوں کی مانند مرجھا گئی ہیں جو پھول بننے سے پہلے سوکھ جایا کرتی ہیں۔ مجھے اُن کی معصوم موت کا افسوس ہے۔ اے کاش

یہ پھول اپنی لطافت کی داد نہ پا سکے　　کھلے ضرور مگر کھل کے مسکرا نہ سکے

رات بیت رہی ہے وقت کٹ رہا ہے۔ عمر اپنی آخری منزل کی طرف قدم اٹھائے جا رہی ہے۔ شوق نے بے اختیار کر رکھا ہے۔ میں یہ کیا لکھ رہا ہوں اس کا مجھے بھی علم نہیں ہے۔ جو کہنا چاہتا ہوں وہ کہہ نہیں سکتا اور جو نہیں کہنا کہے جا رہا ہوں

راہوں سے آشنا ہوں نہ منزل سے روشناس　　لیے جا رہا ہے شوق چلا جا رہا ہوں میں

اور

کبھی یہاں لیے ہوئے کبھی وہاں لیے ہوئے
پھری ہے تیری جستجو کہاں کہاں لیے ہوئے

امید ہے تم میرے کاسۂ شوق کا احترام کرو گے!

ملتان ڈسٹرکٹ جیل، ۶؍نومبر ۱۹۳۹ء

سورج کی کرنوں میں سے تاریکی پھوٹ سکتی ہے۔ ستارے اندھیرے کا نشیمن بن سکتے ہیں۔ بادِ خزاں فصلِ گُل کہلا سکتی ہے۔ دوزخ کے انگارے جنت کے پھول ہو سکتے ہیں۔ لیکن حریفانِ تاریک ضمیر کی نامبارک مساعی ہمیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتی ہیں۔

غمگین بستی۔ ۱۰؍نومبر ۱۹۳۹ء

یہ خط میرے جذبات کا مرقع ہیں، میرے خیالات کی تصویر ہیں، احساسات کا مجموعہ ہیں۔ ان میں میرے جیب و گریباں کی دھجیاں تو نظر آ سکتی ہیں وحشت کا نظارہ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن عروسِ شعر کا نظارۂ دلفریب اور شاہدِ ادب کے حسنِ باصرہ نواز کی جستجو فضول ہے۔ دُکھے ہوئے دل میں لطیف راگ کہاں۔ فغانِ نیم بشی کا گہوارہ شیریں نغموں کا متحمل نہیں ہو سکتا ہے۔ ذرّوں میں خورشید کی چمک تو پیدا ہو سکتی ہے لیکن اِن سے تخلیقِ نُور ناممکن ہے۔ ہر خط میرے دیوانہ پن کی علامت ہے، میری وارفتگی کا نمونہ ہے۔ میری پریشانی کی کہانی ہے۔ میری ایذا پسند طبیعت ہمیشہ دشوار پسند رہی ہے، جو مزہ تکلیف میں ہے وہ آرام میں نہیں۔ مٹھاس کا حقیقی لطف لینا چاہتے ہو تو کڑوی شے بھی چکھ لو۔ پھولوں کی لطافت سے کھیلنا چاہتے ہو تو کانٹوں کی چبھن سے بھی پیار کرو۔

از: یوسف کدہ، ۱۱؍جنوری ۱۹۴۰ء

مادہ پسند کہتا ہے مذہب نے انسانوں کو تباہ حال کر دیا ہے۔ روحانیت فضول ہے، خدا سب سے بڑا وہم ہے۔ وہ اپنے آپ کو ناقص العقل سمجھتے ہوئے بھی قدرت کاملہ کا انکاری ہے۔ سیدھی سادھی سچائیوں کا حریف ہے۔ مرض کا علاج بتاتا ہے لیکن خود مرض میں مبتلا ہے۔ وہ کہتا ہے مذہب کی تلوار انسانی خون سے کھیلتی رہی ہے لیکن خود یہ سب کچھ کر رہا ہے وہ یہ نہیں جانتا ہے کہ میں جو الزام مذہب کو دے رہا ہوں وہ اُس سے زیادہ مجھ پر عائد ہوتا ہے۔ تلوار اگر مذہب کی نیام میں ظلم ہے تو اشتراکیت واشتمالیت کی نیام میں بھی رحمت نہیں ہے۔

منٹگمری جیل، ۲۷؍مارچ ۱۹۴۰ء

دن ہونے میں کچھ دیر باقی ہے۔ ہمارا پہرہ دار ''بول جوان'' کہتے ہوئے گزر جاتا ہے ہر بارک سے ''سب اچھا'' کی آواز آتی ہے۔ محافظ ہر گھنٹہ بعد ''بول جوان'' کی پکار دیتا ہے اور سویا ہوا قیدی ''سب اچھا'' کہتا ہے آنکھ لگتی ہے تو پھر ''بول جوان'' کی آواز آتی ہے۔ میں کئی راتوں سے نہیں سویا ہوں۔ جب ہمارا پہرہ دار میری کوٹھڑی پر صدا دیتا ہے تو زبان ''سب اچھا'' کہتی ہے۔ لیکن دل کچھ اور کہتا ہے

دل تھا ترے خیال سے چمن چمن
اب بھی روشن روشن ہے مگر پائمال ہے

منٹگمری، ۱۶؍اپریل ۱۹۴۰ء

حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری کا سانحۂ ارتحال

حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ کے فرزند و جانشین اور ادارہ رحیمیہ لاہور کے بانی حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری ۹؍ذی قعد ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۶؍ستمبر ۲۰۱۲ء بروز بدھ لاہور میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا مرحوم فکری طور پر حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہٗ العزیز اور اُن کی تحریک کے روشن چراغ شیخ الہند مولانا محمود حسن اموی دیو بندی اور امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی سے بے حد متاثر تھے۔ سلوک وتصوف میں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری اور اپنے والد ماجد سے فیض پایا۔

۱۹۷۰ء کی دہائی میں جمعیت علماء اسلام سے وابستہ رہے اور جمعیت علماء کی ذیلی تنظیم جمعیت طلباء اسلام کے سرپرست تھے۔ جمعیت علماء سے الگ ہوئے تو تنظیم فکر ولی اللّٰہی کی آبیاری کرتے رہے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی نسبت سے خانقاہ رحیمیہ قائم کی۔ آہ! بہت خوبیوں والے انسان تھے۔ اب وہ بھی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور حسنات کو قبول فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ تمام پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے (آمین)

سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ　　　　　　(ایک تأثر)

حج بیت اللہ کو یاد کر کے..........!

تمناؤں کا مرکز اک سفینہ　　　سمندر کا تموّج قہرمانی
وہ ساحل کا سکوں اس کی متانت　　　وہ صحرا میں تپش کی حکمرانی
وہ میقاتِ یَلَملَم اور احرام　　　وہ لبیک و درود و رجز خوانی
وہ بن کھیتی کا خطہ ارضِ بکّہ　　　وہ کعبہ کی جلال آگیں نشانی
خوشا دیوانگی در طوفِ کعبہ　　　زہے بو سیدنِ سنگِ جنانی
حطیم و بابِ کعبہ پر دعائیں　　　وہ فیضِ عام اور رکن یمانی
وہ جَدْوَل نور کی میزاب رحمت　　　سوادِ کعبہ کی وہ ضو فشانی
وہ رونا اور لپٹنا ملتزم سے　　　وہ شوقِ وصلِ حسن لامکانی
گلوگیری وہ آوازوں میں رقّت　　　ندامت اور اشکوں کی روانی
وہ لرزاں ہاتھ اور دامن کسی کا　　　وہ ترساں چہرے اور آنکھوں میں پانی
مصلّائے براھیمی میں سجدے　　　مبارک اقتدارِ نیک بانی
وہ روحوں کی پیاس اور سوز باطن　　　وہ زمزم اس کی وہ فیضاں رسانی
ازل کے عہد کی تجدیدِ دائم　　　بہ بیں موجِ بقا در بحرِ فانی
صفا مروہ پہ مجنونانہ گردش　　　وہ حیرانی میں ذوقِ کامرانی
شعب اور بوقبیس و دارِ ارقم　　　یہاں پوشیدہ ہے حق کی کہانی
وہ عرفات و منیٰ و مظہرِ عشق　　　وہ مزدلفہ کی شبِ زرّیں سہانی
وہ خیف و نمرہ میں عجز و تعبّد　　　وہ مشعر میں وقوفِ بے مکانی
وہ ظہر و عصر کی تکبیر یکجا　　　وہ مغرب اور عشاء کی ہمعنانی
رقیب رو سیہ کی نامرادی　　　وہ رمی جمرہ وجہِ شادمانی

غلامی اور آقائی کے منظر
وہ باقی اور یہ مخلوق فانی

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

●: اشاریہ ششماہی السیرہ عالمی (شمارہ ۱ تا ۲۵)　مرتب: محمد سعید شیخ　صفحات: ۱۴۴　قیمت: ۲۰۰ روپے

ناشر: زوّار اکیڈمی پبلی کیشنز A-17/4 ناظم آباد نمبر ۴ کراچی۔

''السیرہ'' تیرہ برس سے جاری ہے۔ اس کے اب تک ۲۸ شمارے شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن زیرِ نظر اشاریہ ۲۵ شماروں پر مشتمل ہے۔ ''السیرہ'' نے اسوۂ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حوالے سے منفرد انداز میں سعادت حاصل کی ہے۔ پہلے شمارے سے اب تک معیار کو قائم رکھا گیا ہے۔ اس کا پہلا شمارہ ربیع الاوّل ۱۴۲۰ھ/ جون ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا تھا۔ سیرت نبوی کا مطالعہ کرنے والوں کے لیے ''السیرہ'' ایک نعمت ہے۔ اردو میں اس معیار کا مجلّہ دوسرا کوئی نظر نہیں آتا۔ اس کا مطالعہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ سیرت کے حوالے سے ایسے نئے موضوعات پر قلم اٹھایا گیا ہے کہ جن پر اردو میں پہلے نہیں لکھا گیا تھا۔

اشاریے کے مرتب محمد سعید شیخ لکھتے ہیں:

''کسی بھی مجلّے یا رسالے کے اشاریے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس مجلّے یا رسالے میں شائع شدہ موضوعات پر مختلف مضامین و مقالات سے بہ یک نظر واقفیت حاصل ہو جائے۔ اور مطلوبہ مواد بہ آسانی کم وقت میں حاصل کیا جا سکے یہی مقصد اس وقیع مجلّے کی اشاریہ سازی میں پیشِ نظر ہے۔''

محمد سعید شیخ اشاریہ سازی کے فن پر مہارت رکھتے ہیں۔ انھوں نے محققین کی آسانی کے لیے مختلف طرح سے اشاریے مرتب کیے ہیں۔ اس کی ترتیب یوں ہے۔ ۱۔ بہ لحاظ مصنفین/ مقالہ نگاران۔ ۲۔ بہ لحاظ مضامین/ عنوان مقالہ۔ ۳۔ بہ لحاظ موضوعات۔ ۴۔ اشاریہ بہ لحاظ زمانی ترتیب۔ ۵۔ حمد نعت۔ ۶۔ میزان۔ تبصرۂ کتب۔ ۷۔ بہ لحاظ مؤلف کتب۔ ۸۔ بہ لحاظ عنوان کتب۔ ۹۔ بہ لحاظ تبصرہ نگار۔

''السیرہ'' میں بہت سے مصنفین نے سلسلہ وار لکھا اس طرح بہت سی کتابیں اس مجلّے میں محفوظ ہو گئی ہیں۔ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کوئی لائبریری ''السیرہ'' کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔

اس کتاب کا ''پیش گفتار'' مدیر السیرہ سید عزیز الرحمٰن نے تحریر کیا۔ ''تقدیم'' ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری۔ ''حرفِ تعارف'' ڈاکٹر صاحب زادہ ساجد الرحمٰن اور ''ہدیہ تبریک'' پروفیسر محمد اقبال جاوید نے پیش کیا ہے۔ (مبصر: جاوید اختر بھٹی)

● :''پاکستان میں اردو سیرت نگاری'' (ایک تعارفی مطالعہ)　مؤلف: سید عزیز الرحمٰن

صفحات: ۱۷۶　　قیمت: ۱۵۰ روپے　　ناشر: زوّار اکیڈمی پبلی کیشنز 17/4-A ناظم آباد نمبر ۴ کراچی۔

سید عزیز الرحمٰن زیرِ نظر کتاب کے مؤلف، السیرہ کے مدیر اور نامور محقق ہیں۔ وہ ''پیش گفتار'' میں لکھتے ہیں:

''پاکستان میں سیرت نگاری کے حوالے سے ۶۵ سالہ سفر کی داستان دراصل راقم کی ایک گفت گو ہے جو ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں منعقد ایک نشست میں ۲۶ نومبر ۲۰۰۹ء کو کی گئی تھی۔ خلافِ توقع اسے پسند کیا گیا اور اس نشست میں موجود کئی ایک اہل علم نے اسے شائع کرنے کی طرف توجہ دلائی مگر اس وقت یہ گفت گو زیادہ تر زبانی تھی۔ چند اشارے تھے جو کاغذ پر تحریر تھے۔ بعد میں اس نشست کے سرپرست اور راقم کے مہربان و مخدوم جناب ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری کا حکم موصول ہوا کہ اسے مرتب کیا جائے۔''

سیرت نگاری کا موضوع یقیناً بہت وسیع ہے۔ ایک موضوع پر ہزاروں صفحات لکھے جا سکتے ہیں۔ لیکن سید عزیز الرحمٰن نے خود کو پاکستان میں اردو سیرت نگاری تک محدود رکھا ہے۔ اور اس کی فہرست مرتب کی ہے تاکہ مزید تحقیق کرنے والوں کے لیے آسانیاں پیدا ہوں۔

زیرِ نظر کتاب میں ڈیڑھ سو کے قریب اہم کتب اور رسائل کے خاص نمبروں کا تعارف ہے۔ سید عزیز الرحمٰن نے ۲۷ موضوعات پر مختصراً لکھا ہے۔ یہ تمام موضوعات اہمیت رکھتے ہیں۔ ۱۔ پاکستان میں اردو سیرت نگاری، ایک تعارفی مطالعہ ۔۲۔ مطالعۂ سیرت اور برصغیر پاک و ہند ۔۳۔ اردو سیرت نگاری کے تین ادوار ۔۴۔ اسالیب سیرت ۔۵۔ پاکستان میں سیرت نگاری کا آغاز، اہم کتب ۔۶۔ مختلف موضوعات پر کتب سیرت ۔۷۔ قرآن حکیم کی روشنی میں سیرت طیبہ۔ ۸۔ فہرست کتب سیرت قرآنی ۔۹۔ ادبی پہلو ۔۱۰۔ فہرست منظوم کتب سیرت ۔۱۱۔ پی ایچ ڈی کے مقالات ۔۱۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک مذہبی کتب میں ۔۱۳۔ مطالعۂ سیرت ۔۱۴۔ محاضرات ۔۱۵۔ خواتین کی سیرت نگاری ۔۱۶۔ فہرست کتب سیرت خواتین ۔۱۷۔ مقالات سیرت ۔۱۸۔ تراجم سیرت ۔۱۹۔ فہرست اردو تراجم سیرت ۔۲۰۔ بچوں کے لیے کتب ۔۲۱۔ مطالعۂ سیرت اور مستشرقین ۔۲۲۔ سفرنامے ۔۲۳۔ اٹلس رسیرت البم ۔۲۴۔ سیرت کانفرنس ۔۲۵۔ سیرت ایوارڈ یافتہ کتب ۔۲۶۔ رسائل و جرائد ۔۲۷۔ سیرت نگاری کا جائزہ۔

آخر میں گزارش ہے کہ سیرت پر لکھی گئی کتب کے پروف زیادہ توجہ سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ ان میں خواہ چند اغلاط ہی ہوں۔ وہ محسوس ہوتی ہیں۔ خیال رکھنا چاہیے۔　　　　(مبصر: جاوید اختر بھٹی)

● ماہنامہ مسیحائی (مجاہدِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نمبر)　ضخامت: ۵۵۶ صفحات　قیمت: ۵۰۰ روپے

ناشر و مدیرِ اعلیٰ: مخدوم زادہ احمد خیر الدین انصاری　بی ۱۹۷، بلاک A، شارع بابر نارتھ ناظم آباد کراچی ۷۴۷۰۰

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے والہانہ محبت اگر مسلمانوں کے لیے جینے کا اکلوتا سہارا ہے تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کی ہزاروں جہات میں سے ہر ہر جہت لاتعداد خوبیوں کا

مرقع ہے۔اسی وجہ سے سیرت طیبہ کے موضوع پر لکھے جانے والے ذخیرے کی مقدار تاریخ عالم میں کسی بھی موضوع پر لکھی جانے والی تصانیف کی مقدار سے کہیں زیادہ ہے۔ کہ ہر وصف خواں اور ثنا نویس کی مساعی ممدوحِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ کے مقابلے میں کم تر محسوس ہوتی ہیں۔

ماہنامہ ''مسیحائی'' معاصر اسلامی جرائد میں اپنے مقام پر فائز ہے۔مخدوم زادہ احمد خیر الدین انصاری اور ڈاکٹر حافظ محمد ثانی کی ادارتی صلاحیتوں کے مظہر اس رسالے نے مختصر وقت میں کئی اہم خاص شمارے اوپر تلے شائع کیے ہیں۔زیر نظر شمارہ ہادیٔ اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد و سپہ سالارانہ رفعتوں پر روشنی ڈالنے کے لیے مخصوص کیا گیا ہے۔اس شمارے میں ڈاکٹر حمید اللہ، سید عزیز الرحمٰن، شاہ مصباح الدین شکیل اور پروفیسر عبدالجبار شاکر جیسے معروف سیرت نگار حضرات سمیت بہت سے اکابر کے رشحاتِ قلم نبی الملاحم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی سے شرف یاب ہوتے نظر آتے ہیں۔

مقطع کی سخن گستری یہ ہے کہ ڈاکٹر شبیر احمد نامی متنازع اور گمراہ فکر کے داعی قلمکار کے اشعار (جو کہ ادبی اعتبار سے بھی ساقط المعیار ہیں) کو جا بجا شائع کرنا تعجب خیز ہے۔واضح ہو کہ ڈاکٹر موصوف متعدد مضامین کے نویسندہ ہیں جن میں انکار حدیث اور مسلّماتِ اہلِ سنت کی تخفیف و تحقیر کا پیغام دیا جاتا ہے۔ان کے ایسے ہی خیالات پر مشتمل کتاب ''اسلام کے مجرم'' کے عنوان سے تعامل امت کے منکر گمراہ حلقوں میں متداول ہے۔یہ الگ بات ہے کہ ڈاکٹر موصوف ایسے تہی دست ہیں کہ متجدّ دین کے روایت بیزار حلقے میں بھی کوئی نمایاں مقام پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔غالباً گمنامی کا یہی پردہ فاضل مدیر کی ان سے خوش گمانی کا سبب بنا ہے۔زیر مطالعہ نمبر میں اغلاط کی درستی محلِ نظر ہے۔صفحہ ۸ پر مجلّہ کی پہلی تحریر اداریے میں قرآن کریم کی آیت غلط درج ہے۔باقی مضامین میں بھی اغلاط کی کثرت ہے۔یہ بہت ہی تکلیف دہ صورتِ حال ہے۔امید ہے مدیر محترم اس طرف بھرپور توجہ فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ زیرِ نظر رسالے کو حبّ رسول اور نصرتِ دین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاعر و جذبات پیدا کرنے کا ذریعہ بنائے۔(آمین) (مبصر: صبیح ہمدانی)

● **نام: خطبات اسلام جلد اوّل** خطیب: فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالمتین نعمانی مرتب: محمد اطہر عثمانی

ضخامت: ۴۰۰ صفحات قیمت: درج نہیں اسٹاکسٹ: مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

مسجد کا منبر اسلام کی دعوت کا پہلا اور بنیادی ذریعۂ ظہور ہے۔علمائے اسلام بجاطور پر وارث مسند و منبر کہلاتے ہیں کہ منبر کی میراث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہی کو ملی ہے۔انہی خوش نصیب علما میں سے ایک فاضلِ اجل جناب مولانا عبدالمتین نعمانی مدظلہٗ ہیں جو گمراہی کے مرکز امریکہ میں سیدھے راہ کے نمایاں ہادیوں میں شمار ہوتے ہیں۔اور گزشتہ دو عشروں سے زیبِ منبر ہیں۔

زیرِ نظر کتاب فاضل خطیب کے چند خوبصورت خطبات کا دل آویز مجموعہ ہے جن میں حق کی حمایت میں باطل کی سرکوبی کی کوشش کی گئی ہے۔ایک اجنبی ماحول میں ایک بالکل مختلف تقاضوں والے سماج کی ذہنیت کو سامنے رکھ کر ارشاد کیے گئے یہ خطبات و محاضرات بلاشبہ کئی حوالوں سے قابلِ مطالعہ اور لائقِ توجہ ہیں۔ (مبصر: صبیح ہمدانی)

قسط: ۱۷

ورق ورق زندگی

پروفیسر خالد شبیر احمد

مہر فراز ڈاہر سے دوستی:

زندگی کے مختلف ادوار میں دوست بنتے اور بچھڑتے رہے ہیں۔ دوستی ایک نفسیاتی سہارا بھی ہے اور معاشرتی ضرورت بھی۔ بچپن کے دوست جن میں خاص طور پر عزیز بھراڑہ مرحوم، مشتاق تھہیم مرحوم، اور مشتاق ماہرہ مرحوم قابلِ ذکر ہیں۔ فیصل آباد میں میرے ساتھ نہ رہے تو نئے دوست بننے اور بنانا ایک فطری عمل تھا۔ سکول میں میری دوستی مہر فیروز ڈاہر سے ہوئی جو وقت کے ساتھ ساتھ گہری سے گہری ہوتی چلی گئی، جس نے دوستی کی اہم ضرورت کو بڑے اچھے انداز سے پورا کیا۔ مہر فیروز ڈاہر کا ”ہندو آنہ“ جواب مصطفیٰ آباد کہلاتا ہے پنڈی بھٹیاں کے قریب ایک گاؤں کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ وہاں کی ایک معروف زمیندار فیملی سے تھے۔ جو تعلیم حاصل کرنے کے لیے فیصل آباد کے محلّہ طارق آباد میں ایک مکان میں مقیم تھے۔ جو بالکل سکول کے ساتھ ہی تھا۔ اس لیے سکول سے اُن کے مکان تک چند قدموں کا فاصلہ بھی ہم دونوں کی دوستی کو آگے بڑھانے کا سبب بن گیا۔ اکٹھے پڑھتے فارغ وقت میں وہ اپنے گھر لے جاتا اور کبھی کبھی ہمارے گھر بھی مجھے ملنے کے لیے آجاتا۔ آٹھویں، نویں اور دسویں تک ہم دونوں اکٹھے رہے اور گہرے دوست بن گئے، سکول کے علاوہ جہاں کہیں بھی شہر میں جاتے اکٹھے جاتے، مہر فیروز نے دوستی کی وجہ سے ہاکی کھیلنا شروع کر دی۔ اگر چہ وہ سکول کی ٹیم میں جگہ نہ بنا سکا لیکن شام کو ہاکی گراؤنڈ میں ہم اکٹھے ہو جاتے۔ مہر فیروز کے علاوہ ہاکی کے دوسرے اہم کھلاڑی بشیر بھی میرا اچھا دوست تھا جس کی والدہ کے لیے میں نے خون دیا تھا۔ پھر شبیر کے دونوں بھائی یعقوب اور نذیر بھی ہاکی کے کھلاڑی تھے۔ منیر چغتائی، خدا بخش، اکبر اور شریف یہ چند نام ذہن میں رہ گئے ہیں جو طارق آباد سکول میں ہاکی ٹیم کے رکن بھی تھے اور میرے دوست بھی۔ لیکن جو تعلق مہر فیروز سے زندگی بھر برقرار رہا اور کسی دوسرے دوست سے نہ رہ سکا کہ زندگی میں بعض لوگ قریب ہو کر بچھڑ جاتے ہیں اور بعض نئے لوگ جو دور ہوتے ہیں نزدیک آ کر دوست بن جاتے ہیں۔ میری زندگی کی اس کہانی میں مہر فیروز ڈاہر کا ذکر اپنی اپنی جگہ پر آئے گا جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے تعلق انتہائی گہرا اور مخلصانہ تھا اور ہے، یہ الگ بات کہ اب ہم دونوں عمر کے ایک ایسے حصے میں ہیں جہاں آ کر بندے کی طرح دوستی بھی بوڑھی ہو جاتی ہے۔ وہ اب اپنی ضعیفی کے سبب اپنے گاؤں میں مقیّد ہو کے رہ گیا ہے۔ اور میرا بھی تقریباً یہی حال ہے۔ سارا وقت تقریباً گھر میں ہی بسر ہوتا ہے۔

مہر فیروز کے گھر طارق آباد میں کبھی کبھی اُن کے بھائی مولا داد سے بھی ملاقات ہو جاتی جو غالباً اُس وقت بی۔ اے کے طالب علم تھے۔ ایک دن مجھے اُن کے بھائی کہنے لگے کہ کبھی اپنے دوست کو پڑھنے کے لیے بھی کہا کرو، یہ تو نہایت نالائق ہے۔ کل اس کا تاریخ کا پرچہ تھا میں نے اس سے پوچھا کہ پرچہ کیسے ہوا؟ کہنے لگا بہت اچھا۔ باقی پرچے کا تو مجھے علم نہیں ایک

سوال تو میرا بالکل ٹھیک ہے، میں نے کہا کون سا؟ کہنے لگا۔ یہ کہ ''اکبر کے عہد کے حالات قلم بند کرو۔ میں نے کہا تو کیا جواب لکھا۔ بولا کہ جواب دینے کی ضرورت کیا تھی میں قلم بند کر کے گھر چلا آیا۔ اس پر میں ہنس رہا، میں نے کہا کہ ایسے ہی اس نے مذاق میں بات کہہ دی ہے۔ اتنا نالائق نہیں ہے، اور جتنا نالائق ہے وہ نالائقی اپنی ذہانت سے پُر کر لیتا ہے۔ مجھے کہہ رہا تھا کہ میں نے کمرۂ امتحان میں آگے بیٹھے ہوئے کو کہا کہ پرچہ میرے آگے رکھو نقل کرنی ہے، اس نے جواب دیا کہ میں تو عربی کا پرچہ کر رہا ہوں اور تو فارسی کا۔ اس پر مہر صاحب نے کہا کہ یہ تم مجھ پر چھوڑ دو پرچہ میرے آگے کرو، اب ایسی باتیں یہ عموماً کرتا رہتا ہے۔ اتنا نالائق نہیں ہے جتنا وہ باتوں میں آپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ اس کے لیے زیادہ فکر مند نہ ہوں، میٹرک تو وہ کر ہی لے گا۔

دسویں جماعت میں:

مڈل پاس کرنے کے بعد میٹرک میں گھر والوں کے کہنے پر میں نے سائنس ڈرائنگ کے مضمون رکھ لیے۔ ایک دن ماسٹر رحمت علی جو مجھے آٹھویں میں اردو پڑھاتے تھے اور میری اردو دانش سے متأثر بھی تھے، مجھ سے اتفاقاً ملے تو انہوں نے پوچھا کہ بیٹا میٹرک میں کون سے مضامین رکھے ہیں؟ میں نے جواب دیا ''سائنس ڈرائنگ'' بے ساختہ آہ بھرتے ہوئے انہوں نے کہا:

''نہیں بیٹا تم تو سائنس ڈرائنگ کے آدمی نہیں ہو تم تو اردو فارسی کے آدمی ہو''

مجھے اُن کی یہ بات یاد ہے اور حقیقتاً یہ بات بعد میں درست بھی ثابت ہوئی کہ نہ مجھے سائنس ڈرائنگ آئی نہ ہی اردو فارسی، جب دسویں جماعت میں آیا تو حساب کا مضمون میرے لیے ایک اہم مسئلہ بن گیا۔ مجھے الجبرا تو بالکل نہیں آتا تھا۔ اور پڑھاتے بھی ہیڈ ماسٹر صاحب تھے۔ الجبرا کے بارے میں اُس وقت میں یہ کہتا تھا کہ ''یہ فرض کیا'' کیا بلا ہے کہ سوال حل کرنے سے پہلے ہی فرض کر لیا جاتا ہے۔ ''فرض کیا، آخر کیوں فرض کیا؟

بہر حال حساب اور الجبرا پڑھنا تھا پڑھتا رہا اور پھر جیومیٹری بھی مجھے کچھ اچھی نہ لگی جو الجبرے کے ساتھ اس طرح نتھی تھی جیسے خاوند کے ساتھ بیوی نتھی ہوتی ہے۔ اس پر استاد دامن کا وہ شعر میرے ذہن آ گیا ہے جو اس نے ''کو ایجوکیشن'' پر طعن کرتے ہوئے کہا تھا۔

ایہہ کالج اے کڑیاں تے مُنڈیاں دا، یا کوئی فیشن دی ایہہ فیکٹری اے
ایتھے مُنڈے کڑیاں نال انج پھردے، جیویں الجبرے دے نال جومیٹری اے

دسویں جماعت میں حساب اور جیومیٹری میری طالب علمانہ زندگی کا روگ بن گئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب یونیورسٹی میں سالانہ امتحان کا داخلہ بھیجنے کے لیے سکول میں داخلہ ٹیسٹ ہوا تو میں تین مضامین میں فیل تھا، انگریزی، حساب اور سائنس۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے اس نتیجے پر مجھے اپنے دفتر میں طلب کر لیا اور میری سرزنش کرتے ہوئے کہا:

''تم نے اپنے دو برسوں کی مطالعاتی کمائی دیکھ لی ہے۔ تین اہم ترین مضامین میں تم فیل ہو، ہم نے تمہیں صرف ہاکی کھیلنے اور تقریریں کرنے کے لیے تو سکول میں داخل نہیں کیا تھا۔ میٹرک کا امتحان پاس کرنا تمہاری بنیادی ذمہ داری ہے جس کی طرف تم نے کوئی توجہ نہیں دی۔ لہٰذا اب تمہاری سزا یہ ہے کہ اس سال تمہارا دسویں کے امتحان کا داخلہ

روک دیا جاتا ہے۔ تم ایک سال اور دسویں میں رہو اور اگلے سال میٹرک کا امتحان دو۔''

میں ہیڈ ماسٹر صاحب کی اس سرزنش کو بڑے اطمینان کے ساتھ سن رہا تھا اور اپنے اس بھدے نتیجے پر شرمندہ بھی تھا۔ لیکن اس دوران مجھے ایک لمحے کے لیے بھی ان کے اس فیصلہ سے اتفاق نہیں تھا کہ امتحان اگلے سال دو۔ میں نے اپنے پورے عزم کے ساتھ جواب سوچ لیا تھا جو یہ تھا:

''سر ایسا نہیں ہے میں جانتا ہوں کہ میں ان تین مضامین میں کیوں فیل ہوا ہوں۔ آپ میرا داخلہ بھیجئے میں آپ کو پاس ہو کر دکھاؤں گا۔ یہ میرا اپنے پورے عزم کے ساتھ فیصلہ ہے۔ ان شاء اللہ میں آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔ آپ جس شفقت کا مظاہرہ میرے ساتھ کرتے ہیں اسے جاری رکھیے اور میرا داخلہ بھیج دیجئے، آپ کی مہربانی ہوگی۔''

جب میں یہ کہہ رہا تھا تو ہیڈ ماسٹر صاحب شاید میری نفسیاتی کیفیت کا اندازہ لگا رہے تھے یا پھر میرے الفاظ اس طرح میرے دل سے نکلے کہ وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور انہوں نے کہا کہ اچھا داخلہ بھیج دیتے ہیں اور تمہارا یہ فیصلہ کہ تم پاس ہو کے دکھاؤ گے بھی دیکھ لیں گے۔ اس طرح میرا داخلہ چلا گیا۔ لیکن اس کے بعد جب میں نے اس عزم کا خود تجزیہ کیا تو بار بار اس نتیجے پر پہنچا کہ سائنس اور انگریزی تو میں پاس کرلوں گا۔ اس حساب الجبرا اور جیومیٹری کا کیا بنے گا؟ میں سکول کے ایک استاد جو اس وقت حساب پڑھانے میں اچھی خاصی شہرت رکھتے تھے، قاضی صاحب، پورا نام یاد نہیں سے ملا اور انہیں درخواست کی کہ آپ مجھے حساب کی ٹیوشن پڑھائیں۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ ایک سو روپیہ لے کر آؤ پڑھا دوں گا۔ اس وقت (۱۹۵۲) میں ایک سو روپیہ سُن کر میں تو جیسے سکتے میں آ گیا۔ اور خود محنت کر کے حساب کو اپنے ٹائم ٹیبل کے ساتھ پڑھنا شروع کیا۔ چند ضروری قواعد جن جس میں تجارت، تناسب اور اس طرح کے دوسرے سوال عموماً آتے ہیں، میں نے اچھی طرح سے تیار کر لیے اور جیومیٹری کے تمام مسئلے اس طرح یاد کر لیے کہ جیسے حافظ کو قرآن یاد ہوتا ہے۔ الجبرے کو پھر بھی میں نے ہاتھ تک نہ لگایا۔ انگریزی اور سائنس میں تو ہاکی کی مصروفیت کی وجہ سے توجہ نہ دے سکا اس لیے فیل ہو گیا تھا۔ جب ہاکی رکھ دی اور تیاری شروع کی تو میرے لیے یہ دونوں مضامین تو کوئی مسئلہ ہی نہیں تھے۔

طالب علمانہ منصوبہ بندی میں ناکامی:

میری زندگی میں یہ واقعہ چونکہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس لیے اسے بیان کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ انسان خواہ عمر کے کسی بھی حصے میں ہو ایسے منصوبے بناتا ہے جس سے اُسے فائدہ ہو، خواہ ایسے منصوبے اخلاقی اقدار کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ ''ہابس'' مشہور سیاسی مفکر نے کسی حد تک یہ درست کہا تھا کہ:

''انسان فطرتاً خود غرض واقع ہوا ہے''

اللہ اللہ کر کے میٹرک کے امتحان شروع ہوئے۔ پاکستان ماڈل ہائی سکول، ہم طارق آباد سکول کے دسویں کے طلباء کا مرکز جہاں بیٹھ کر ہم نے میٹرک کا امتحان دینا تھا۔ ہم تین دوست مہر فیروز، بشیر اور میں اکٹھے وہاں جاتے اور ہر پرچے کے بعد آپس میں بیٹھ کر اپنے دیے گئے پرچے پر گفتگو کرتے کہ پرچہ کیا ہوا ہے؟ جب حساب کا پرچہ دے کر نکلے تو حسبِ معمول حساب کے پرچے پر گفتگو ہوئی۔ میں نے کہا کہ پرچہ میری اُمید سے بھی اچھا ہو گیا ہے۔ بشیر نے کہا کہ

میرے تو سارے سوال ٹھیک رہے ہیں اور میں تو سَو میں سے سَو نمبر حاصل کر جاؤں گا۔ مہر فیروز سے پوچھا کہ تمہارا پرچہ کیا ہوا تو اس نے کہا کہ میری بات چھوڑو۔ تم شبیر کے بارے میں سوچو اس کا حساب کا پرچہ تو ٹھیک ہو گیا ہے اور حساب کے دوسرے پرچے یعنی بی پیپر میں ''جیومیٹری اور الجبرا'' آ رہا ہے جس میں یہ کمزور ہے اس کا کیا بنے گا۔ تینوں نے مل کر جب اس مسئلے کا حل تلاش کرنا شروع کیا تو نتیجہ ایک منصوبے کی صورت میں سامنے آیا۔

''کہ جب جیومیٹری اور الجبرا کا پرچہ کمرۂ امتحان میں تقسیم ہو جائے تو شبیر اپنے سوالیہ پرچے کو پڑھے اور اندازہ لگائے کہ کیا وہ اس پرچے کے جواب میں اتنا کچھ لکھ سکتا ہے کہ وہ اس میں پاس ہو جائے۔ اگر وہ سمجھے کہ وہ اتنا لکھ سکتا ہے کہ پاس ہو جائے تو پھر جب ہال کا کلاک ۹ بجائے تو بشیر، شبیر کی طرف دیکھے اور شبیر بشیر کی طرف۔ ایسی صورت میں شبیر اپنے ناک کو ہاتھ لگا دے گا اور بشیر جو اس کے ساتھ والی قطار کے شروع میں بیٹھتا تھا وہ یہ سمجھ لے گا کہ شبیر اپنے پرچے میں اپنا رول نمبر لکھ کر اپنا پرچہ خود ہی کر لے گا اور اگر شبیر یہ سمجھے کہ پرچہ مشکل ہے اور اس میں اسے پاس ہونے کے لیے جو کچھ لکھنا ہے وہ نہیں آتا تو ایسی صورت میں شبیر اپنے کانوں کو ہاتھ لگا دے گا۔ اور بشیر یہ سمجھ جائے گا کہ شبیر اپنے پرچے کو مشکل سمجھ رہا ہے۔ منصوبہ یہ تھا کہ ایسی صورت میں بشیر اپنے پرچے پر شبیر کا رول نمبر لکھ دے گا اور شبیر اپنے پرچے پر بشیر کا رول نمبر لکھ دے۔ اس طرح شبیر کے حساب کا بی پرچہ بشیر کا ہو جائے اور بشیر کے حساب کا بی پرچہ شبیر کا ہو جائے گا۔ چونکہ اس مضمون میں بشیر لائق ہے اس طرح شبیر کا پاس ہونا یقینی ہو جائے گا۔ یہ منصوبہ ہم تینوں نے منظور کر کے اس کے مطابق عمل کرنے کا عہد کیا اور اپنے اپنے گھروں کو چلے آئے۔ اگلے روز جب کمرۂ امتحان میں سوالیہ پرچے تقسیم ہوئے تو میں نے پرچہ پڑھ کر اندازہ لگا لیا کہ میں اس پرچے میں ان شاء اللہ اتنا لکھ سکتا ہوں کہ پاس ہو جاؤں گا۔ لیکن نہ جانے کیوں میں لالچ میں آ گیا کہ مجھے اگر بشیر کا پرچہ مل گیا تو میرے میٹرک کے امتحان میں نمبر زیادہ ہو جائیں گے۔ اس لیے جب ہال کے گھڑیال نے ۹ بجائے اور میں نے بشیر کی طرف دیکھا اور اس نے میری طرف دیکھا تو میں نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگا دیا۔ جس کے جواب میں بشیر نے سر کو نیچے کی طرف جھکا لیا یعنی ٹھیک ہے۔ میں منصوبے کے مطابق اپنے پرچے پر تمہارا رول نمبر لکھ دوں گا۔

یہ عمل جو ہمارے منصوبے کا ایک اہم بنیادی مرحلہ تھا طے ہو گیا تو پھر میں نے اپنے جوابی پرچے کے پہلے صفحے پر بشیر کا رول نمبر تحریر کر دیا۔ اور دو جگہ درمیانی اوراق پر بھی بشیر کا ہی رول نمبر لکھ کر اپنا پرچہ کرنا شروع کر دیا۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے اپنے اس پرچے پر اتنا کچھ لکھ دیا تھا جو میرے پاس ہونے کے لیے کافی تھا۔ لیکن اب یہ پرچہ میرا نہیں تھا بشیر کا تھا۔ کیونکہ اس پر میں نے اپنا رول نمبر نہیں بشیر کا رول نمبر لکھ دیا تھا۔

منصوبے کا آخری مرحلہ جب سامنے آیا تو میرے چہرے کا رنگ اڑ گیا ہاتھ کے طوطے اڑ گئے۔ پرچے کا وقت جب ختم ہو گیا تو میں نے وہ پرچہ جو میرا تھا لیکن جس پر بشیر کا رول نمبر درج تھا اپنی قطار کے نگران ماسٹر عبدالغنی کو دے دیا۔ جن کا تعلق ایم۔ سی سکول سے تھا۔ پرچہ انہیں دے کر میں جلدی سے بشیر کے پاس گیا وہ اپنے فالتو کاغذ یعنی Extra papers اُس وقت اپنی جوابی کاپی کے ساتھ نتھی کر رہا تھا میں نے بشیر سے پوچھا کہ بشیر تو نے اپنی جوابی کاپی پر میرا رول نمبر لکھ دیا ہے۔ اس کا جواب تھا ''نہیں یار میں نے تو نہیں لکھا۔ میں نے تو ڈر کے مارے اپنے پرچے پر اپنا ہی رول نمبر لکھا ہے۔''

یہ جواب سن کر ایک دفعہ تو میں سکتے میں آ گیا۔ لیکن جلد ہی میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور اسے کہا کہ اب میں کیا کروں میں نے تو اپنی جوابی کاپی پر تیرا رول نمبر لکھ دیا ہے۔ اس نے کہا کہ تم اپنی لائن (قطار) کے نگران کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ کاپی واپس کریں تا کہ میں اپنا رول نمبر درست کرلوں جو مجھ سے غلطی سے غلط لکھا گیا ہے۔ میں نے فوراً اپنے نگران مولوی عبدالغنی سے رابطہ کیا اور اس سے اپنی جوابی کاپی واپس مانگی تا کہ میں اپنا رول نمبر درست کرلوں، اس نے کاپی تو مجھے واپس کر دی کاپی پر رول نمبر میں نے درست بھی کرلیا لیکن جب میں کاپی کے اندر لکھے ہوئے دو جگہ پر اپنا رول نمبر درست کرنے لگا تو انہوں نے میرے ہاتھ سے قلم بھی لے لیا اور میری جوابی کاپی بھی مجھ سے لے لی، مجھے کہنے لگے:

''یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک طالب علم جو اپنا آدھے سے زیادہ امتحان دے چکا ہے اپنا رول نمبر ہر جگہ غلط لکھ دے۔ یعنی اسے اپنا رول نمبر ہی یاد نہ رہے۔ یہ تو دال میں کچھ کالا کالا معلوم ہوتا ہے۔ اصل مسئلہ کیا ہے وہ بتاؤ۔''

میں نے محسوس کیا کہ ہمارا منصوبہ چونکہ ناکام ہو گیا ہے اور میں اس جرم میں پکڑا گیا ہوں اس لیے میں نے اصل منصوبہ جو ہمارے درمیان طے ہوا تھا سارے کا سارا بیان کر دیا۔ اس پر اس نے میرے پرچے یعنی میری جوابی کاپی کا بغور مطالعہ کیا اور اپنی حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ پرچہ تو تم نے اتنا اچھا کیا ہے کہ اس میں تمہارے اچھے نمبر آ سکتے تھے۔ لیکن اب تمہاری رپورٹ تو ضرور کرنا ہے۔ چنانچہ اس نے معاملہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے سپرد کر دیا۔ جس نے کہا کہ تم اب یہ ساری کہانی لکھ کر نیچے اپنے دستخط کر دو تا کہ یہ معاملہ سپرنٹنڈنٹ کے سامنے پیش کیا جائے۔

مہر فیروز جو کہ اس ہال کے دروازے پر کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اس نے اندازہ لگا لیا کہ شبیر پکڑا گیا اور منصوبہ ناکام ہو گیا ہے وہ بھاگا اور جلدی سے ماسٹر خادم حسین جو ہمارے سکول کی ہاکی ٹیم کے انچارج تھے اور انگلش ٹیچر بھی تھے انہیں لے کر آ گیا۔ خوش قسمتی سے اُن کا گھر بھی نزدیک تھا اور وہ جلدی موقعہ واردات پر پہنچ گئے۔ اس وقت تک یہ کیس ماڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب کے پاس پہنچ چکا تھا جو کمرۂ امتحان میں موجود تھے۔ وہ نیک اور پارسا آدمی تھے۔ پابندِ صوم وصلوٰۃ باریش اور انتہائی دیانت دار مگر اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے میرے خلاف کیس تیار کرنے پر بضد تھے۔ ادھر میرے ہاکی انچارج اتنے ہی اپنی بات پر منت سماجت کر کے بڑی عجز و انکساری سے انہیں مجھے معاف کرنے کی استدعا اور درخواست پر قائم رہے تقریباً آدھ گھنٹے تک ان دونوں کے درمیان یہ سلسلہ جاری رہا۔ جس میں ہمارے ماسٹر خادم حسین بالآخر کامیاب ہو گئے اور مجھے معافی مل گئی۔ مجھے آج بھی ماڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر جو امتحان کے سپرنٹنڈنٹ بھی تھے کا فقرہ یاد ہے جو انہوں نے مجھے معاف کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

''تم طالب علم ہمیں ایسے کام پر مجبور کر دیتے ہو جو ہم کسی قیمت پر بھی کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔''

اس کے بعد انہوں نے ایک نئی جوابی کاپی لی اور اس کا ''فرنٹ پیج'' یا ہر والا صفحہ اتار کر میری جوابی کاپی کے فرنٹ پیج کی جگہ لگا دیا اور مجھے کہا کہ اب اس پر اپنا رول نمبر لکھو اور اس طرح بڑی احتیاط کے ساتھ کاپی کے اندر کے دو جگہوں کے رول نمبر بھی ٹھیک کر دیے۔ جب یہ مکمل ہو گیا تو میری جان میں جان آئی اور میں نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا کہ مصیبت ٹل گئی ورنہ جانے میرے خلاف یونیورسٹی والے کیا کارروائی کرتے۔ ایسی کارروائی بھی ہو سکتی تھی کہ میری طالب علمانہ زندگی ہی ختم ہو کے رہ جاتی۔

میں باہر آیا تو ماسٹر خادم حسین مرحوم و مغفور میرے ساتھ تھے۔ مہر فیروز اور بشیر ہمارے انتظار میں تھے انہوں نے کہا کہ شکر ہے مصیبت ٹل گئی۔ ماسٹر صاحب نے ہم تینوں کو جو کچھ ان کی زبان پر آیا کہہ دیا کہ تم ایسے کام کرتے ہو جس میں ہمیں اپنی عزت اور اپنی عظمت کی قربانی دے کر تمہیں بچانا پڑتا ہے۔ بہرحال اس واقعے کے بعد میرے تو بشیر کے تعلقات ویسے ہی رہے لیکن مہر فیروز کافی عرصے تک بشیر سے روٹھا رہا اور اسے کہتا رہا کہ تم نے ہمارے ساتھ غداری کی ہے۔ اگر تم یہ کام نہیں کر سکتے تھے تو تم نے وعدہ ہی کیوں کیا تھا۔ پہلے ہی انکار کر دیا ہوتا۔ شبیر نے تو تمہاری ماں کے لیے خون تک دے دیا تھا۔ لیکن تمہاری غداری کی وجہ سے اسے کیسے مشکل مرحلے سے گزرنا پڑا۔ میں نے بالآخر دونوں کی صلح کرا دی اور اس طرح ہم تینوں دوست پھر ویسے ہی تھے جیسے اس واقعے سے پہلے ہوا کرتے تھے۔

سکول میں آخری دن:

مجھے یاد ہے کہ سکول میں ہمارا آخری دن تھا۔ ہمارے انچارج کلاس ماسٹر محمد یٰسین صاحب نے ہمیں اپنی دعاؤں کے ساتھ سکول سے رخصت کیا لیکن اس سے پہلے ہر لڑکے سے یہ پوچھتے رہے کہ تم اپنی زندگی میں کیا بننا چاہتے ہو، مستقبل میں تمہارا کیا ارادہ ہے؟ ہر لڑکے نے اپنی اپنی بات کہی۔ کسی نے کچھ اور کسی نے کچھ کہا جب مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا کہ ''سر میں تو ٹیچر بننا چاہتا ہوں'' میرا جواب سن کر وہ ہنس دیے اور کہا کہ:

''اچھا تمہارا بھی ہماری طرح بھوکا مرنے کا پروگرام ہے''

میں نے کہا کہ اللہ مالک ہے میں ان شاء اللہ بی۔اے، بی۔ٹی کر کے اپنی عملی زندگی کا آغاز کروں گا یا پھر ایم۔اے کر کے بطور لیکچرر قوم کی خدمت کروں گا۔

نتیجے کا انتظار اور ہماری بے چینی:

ہم نے امتحان دے کر پھر سے ہاکی کھیلنا شروع کر دی لیکن سر پر امتحان کا نتیجہ بری طرح سے سوار رہا۔ دن رات یہی فکر لاحق تھی کہ کیا بنے گا۔ مجھے تو آٹھویں جماعت سے ہی یہ احساس ہو گیا تھا کہ میں ایک غریب خاندان کا فرد ہوں پڑھوں گا نہیں تو پھر کیا کروں گا۔ ہاکی کا کھیل میرے ساتھ مالی تعاون کا ذریعہ بن گیا کہ تینوں سال ایک پائی خرچ کیے بغیر سلسلہ تعلیم جاری رہا۔ ہر سال کے شروع میں ہیڈ ماسٹر صاحب مجھے اور میرے کلاس انچارج کو بلاتے اور انہیں کہہ دیتے کہ میں نے شبیر کی فیس معاف کر دی ہے لہٰذا آپ اپنے رجسٹر پر نوٹ کر لیں۔ بغیر درخواست دیے میری فیس معاف ہوتی رہی اور میں پڑھتا رہا۔

جس دن نتیجے کا اعلان ہونا تھا صبح اٹھ کر نماز فجر ادا کی، خصوصی دعا مانگی اور ناشتہ کر کے پیدل سکول کے لیے روانہ ہو گیا۔ راستے میں نہ جانے کیا کیا خیالات آتے رہے کہ آج کیا ہوگا؟ اگر پاس ہو گیا تو آگے پڑھوں گا اور اگر فیل ہو گیا تو پھر کیا ہوگا؟ اس کے ساتھ ہی اندھیرا سا آنکھوں کے اردگرد چھا جاتا اور دل بیٹھ جاتا۔ اسی سوچ میں تھا کہ سکول کا مین گیٹ میرے سامنے تھا اور میں بوجھل دل کے ساتھ سکول میں داخل ہوا۔ سکول کے بیرونی بلیک بورڈ پر ہمارا نتیجہ ایک کاغذ پر چسپاں تھا۔ لڑکوں کی کثیر تعداد وہاں پر موجود تھی میرا ایک قدم آگے بڑھتا تو کبھی وہی قدم میں پیچھے اٹھا لیتا کہ آگے تو نتیجہ ہے آخر جی کڑا کر کے اپنے اپنے نتیجے پر نظر ڈالی تو وہاں پر میرا پاس لڑکوں میں نام درج تھا اور میرے میٹرک کے نمبر بھی

میرے نام کے ساتھ ہی لکھے ہوئے تھے۔ مجھے اب بھی یاد ہے کہ میرے میٹرک میں چار سو چالیس (۴۴۰) نمبر آئے جو سیکنڈ ڈویژن بنتی تھی۔ میری آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے اور ایک ایسی کیفیت میں ایک عجیب قسم کی خوشی محسوس کر رہا تھا جو لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی۔ میں اسی کیفیت میں ہی تھا کہ سکول کے چپڑاسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ:

''تمہیں ہیڈ ماسٹر صاحب یاد کر رہے ہیں میں کب سے تمہاری تلاش میں ہوں اور انہوں نے دو چار مرتبہ مجھے بلا کر پوچھا ہے کہ شبیر آیا ہے کہ نہیں۔ چلو جلدی سے میرے ساتھ چلو۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تمہارا شدید انتظار کر رہے ہیں۔''

میں خود بھی انہیں ملنا چاہتا تھا۔ لہٰذا جلدی جلدی اُن کے دفتر کی طرف چلا اور اندر داخل ہوا تو ہیڈ ماسٹر صاحب نے کہا کہ:

''شبیر کیا بنا تمہارا؟ میں نے کہا کہ سر میں پاس ہو گیا ہوں۔ وہ اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور ایک مرتبہ پھر مجھ سے پوچھا کہ واقعی تم پاس ہو گئے ہو؟ میں نے دوبارہ کہا کہ سر واقعی میں پاس ہو گیا ہوں اور میں نے سیکنڈ ڈویژن حاصل کی ہے، چار سو چالیس نمبر۔ انہوں نے مجھے آگے بڑھ کر اپنے گلے سے لگا لیا اور مجھے انتہائی جذباتی انداز میں شاباش کہہ کر میری پشت پر تھپکی دی اور میرے بہتر مستقبل کے لیے دل سے دعا دیتے ہوئے اپنے دفتر سے کسی کام کے لیے باہر نکل گئے۔ جس کے بعد میں بھی اپنے دوستوں کو ملنے کے لیے باہر آیا تو فیروز اور بشیر دونوں میرے انتظار میں تھے۔ بشیر فرسٹ ڈویژن میں اور مہر فیروز تھرڈ ڈویژن میں پاس تھا۔ تینوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کافی دیر ہم ایک دوسرے کے ساتھ باتوں میں مصروف رہے اور پھر اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے تو میں نے محسوس کیا جیسے دل کہہ رہا ہو

محنت ہے میرے شوق کا نوکر بنی ہوئی
ہر شے ہے رنگ و نور میں جیسے ڈھلی ہوئی

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

ادارہ

اخبارالاحرار

اوکاڑہ میں عشرۂ ختم نبوت کی تقریب

اوکاڑہ (یکم ستمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ قادیانیوں کے مذہبی تعاقب کے ساتھ ساتھ سیاسی و معاشرتی تعاقب کی بھی اشد ضرورت ہے۔ بھٹو مرحوم نے قادیانیوں کو اسمبلی کے فلور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا لیکن بھٹو مرحوم کی سیاسی کمائی کھانے والی پیپلز پارٹی بھٹو مرحوم تحفظ ختم نبوت کی قرارداد کو فراموش کر چکی ہے اور بڑے اہم کلیدی عہدوں پر قادیانیوں اور دین دشمنوں کو فائز کر دیا ہے۔ وہ ”عشرہ ختمِ نبوت“ کے سلسلہ میں ایک تقریب سے خطاب کر رہے تھے۔ تقریب کی صدارت شیخ نسیم الصباح نے کی اس موقع پر چودھری خالد محمود، شیخ مظہر سعید اور دیگر حضرات بھی موجود تھے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانی اسلام کا ٹائٹل استعمال کر کے اسلام اور مسلمانوں کے حقوق غصب کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ن) اور تحریک انصاف سمیت تمام سیاسی جماعتوں کو ”قانون توہین رسالت“ کے خلاف عالمی سازش کا حصہ نہیں بننا چاہتے، تقریب کے بعد صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ”رمشا مسیح“ کیس پر صدر زرداری سمیت کسی کو اثر انداز ہونے کا کوئی حق حاصل نہیں، اس کیس کو عدالت پر چھوڑ دینا چاہیے اور حکمرانوں کو امریکی و مغربی دباؤ مسترد کر دینا چاہیے۔

پاکستان اور دیگر ممالک میں یومِ تحفظِ ختمِ نبوت کے اجتماعات

لاہور (۷ر ستمبر) ۳۸ سال قبل ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ اقتدار میں پارلیمنٹ میں لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے حوالے سے ملک بھر میں ”یومِ تحفظ ختم نبوت“ منایا گیا۔ متحدہ تحریک ختم نبوت کی مرکزی رابطہ کمیٹی کے دفتر میں آمدہ اطلاعات کے مطابق برطانیہ، جرمنی، کینیڈا، ڈنمارک، اٹلی اور کئی دیگر مغربی ممالک میں بھی تقریبات منعقد ہوئیں۔ تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور خُطباء نے اس کو موضوع بنایا اور عالمی سطح پر توہین رسالت قانون کے خلاف مہم کی شدید الفاظ میں مذمت کی۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ اور دیگر کئی جماعتوں نے ”یوم تحفظ ختم نبوت“ کی اپیل کر رکھی تھی۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے قائدین اور رہنماؤں حضرت پیر سید عطاء المہیمن بخاری نے چنیوٹ، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری اور قاری محمد یوسف احرار نے لاہور، مولانا محمد مغیرہ نے چناب نگر، مفتی عطاء الرحمٰن قریشی اور مولانا محمد احتشام الحق معاویہ نے کراچی، حافظ محمد اسماعیل نے ٹوبہ ٹیک سنگھ، قاری محمد اصغر عثمانی نے جھنگ، مولانا تنویر الحسن نے تلہ گنگ، مولانا عبدالرحمٰن نے راولپنڈی، مولانا محمد صفدر عباس اور مولانا منظور احمد نے چیچہ وطنی، حافظ عبدالرحیم نیاز نے رحیم یار خان اور دیگر رہنماؤں نے مختلف مقامات پر اجتماعِ جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قوم نے ایک طویل اور صبر آزما جدوجہد کے بعد ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو بڑی کامیابی حاصل کی اور پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور کسی ایک رکن اسمبلی نے بھی اس قرارداد سے اختلاف نہیں کیا تھا۔ اِن رہنماؤں نے کہا کہ رمشا مسیح کیس یا کسی بھی بہانے سے قانون توہین رسالت کے خلاف مہم کا ہر سطح پر مقابلہ کیا جائے گا اور نگران سیٹ اپ یا کسی چور دروازے سے قوم نگران وزیر اعظم کے لیے عاصمہ

جہانگیر کو ہرگز برداشت نہیں کرے گی، احرار رہنماؤں، ختم نبوت کے مبلغین، علماء کرام اور خُطباء عظام نے اپنے خطبات میں کہا کہ ایوان صدر کی بالکونیوں میں قادیانی کثرت سے موجود ہیں، وفاقی وزیر داخلہ عبدالرحمٰن ملک نے چند ہفتے پہلے FIA کے ڈائریکٹر جنرل جیسے اہم عہدے پر انور ورک نامی سکہ بند قادیانی کو مسلط کیا ہے۔ لندن سے آمدہ اطلاعات کے مطابق متحدہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر پورے برطانیہ میں تمام مکاتب فکر نے ''یوم تحفظ ختم نبوت'' منایا۔ ختم نبوت اکیڈمی لندن میں ایک بڑا سیمینار منعقد ہوا، جس سے عبدالرحمٰن باوا، مولانا سہیل باوا اور دیگر مقررین نے خطاب کیا اور مطالبہ کیا کہ UNO قادیانیوں کو اسلام کا ٹائٹل استعمال کرنے سے روکے۔ متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے قائدین مولانا زاہد الراشدی نے گوجرانوالہ، مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے چنیوٹ، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مرزا محمد ایوب بیگ اور رانا محمد شفیق خاں پسروری نے لاہور میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کے مذہبی عقائد کے ساتھ ساتھ ان کا سیاسی تعاقب کرنے کی ضرورت ہے مقررین نے کہا کہ قادیانی بین الاقوامی سطح پر پاکستان کے خلاف لابنگ اور سازشوں میں مصروف ہیں۔ متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے کنونیئر عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ اسرائیلی فوج اور مختلف اداروں میں ایک ہزار سے زائد پاکستانی قادیانی موجود ہیں، موجودہ پیپلز پارٹی اپنے بانی ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے تحفظ ختم نبوت کے کردار سے غداری کر رہی ہے۔ بھٹو نے کہا تھا کہ ''قادیانی پاکستان میں وہی حیثیت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔''

مرکز احرار لاہور میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس

لاہور (۷رستمبر) بھٹو مرحوم کے دورِ اقتدار میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے تاریخی فیصلے کے حوالے سے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے زیر اہتمام مرکز احرار نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی صدارت میں منعقدہ ''سالانہ ختم نبوت کانفرنس'' کے مقررین نے کہا ہے کہ حکمرانوں اور سیاستدانوں کے لیے ضروری ہے کہ ''قانون توہین رسالت'' کے خلاف عالمی دباؤ کو عملاً مسترد کریں اور امریکی غلامی کا طوق اتار کر ایک اللہ کی بندگی میں آجائیں۔ کانفرنس کے مہمان خصوصی مرکز سراجیہ لاہور کے مدیر صاحبزادہ رشید احمد تھے جبکہ اہلسنت والجماعت پاکستان کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، قاری محمد یوسف احرار، جماعت اسلامی پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے نائب امیر علامہ زبیر احمد ظہیر، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا محمد امجد خان، مولانا گُل شیر شہید کے جانشین مفتی ھارون مطیع اللہ (کراچی)، خاکسار تحریک کے رہنما رانا محمد ایوب، علامہ ممتاز اعوان اور دیگر رہنماؤں نے خطاب کیا۔ حافظ محمد اکرم احرار نے نعت اور حسن افضال صدیقی نے ترانۂ احرار سنایا۔ قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے صدارتی خطاب میں کہا کہ ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں بارے قانون سازی کر کے قیام ملک کے مقصد کی طرف پیش رفت کی تھی جبکہ موجودہ حکمران اور سیاستدان ملک کے اساسی نظریے سے بے وفائی بلکہ غداری کے مرتکب ہو رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ نامساعد حالات کے باوجود طاغوت اور اس کے حاشیہ برداروں کے خلاف دنیا بھر میں رائے عامہ منظّم ہو رہی ہے۔ ہماری انفرادی و اجتماعی مشکلات کا حل مخلوق پر خالق کا نظام نافذ کرنے میں مضمر ہے۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے کہا کہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہداء کے مقدس خون اور اہل حق

کی قربانیوں کے نتیجے میں ۳۸ سال قبل قادیانی، اسمبلی کے فلور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے اس فیصلے کو تبدیل کرنے کی یہودی وصیہونی کوششیں دم توڑ جائیں گی۔ منکرین ختم نبوت اور منکرین صحابہ کے خلاف پرامن جدوجہد ہر رکاوٹ اور مشکل کے باوجود جاری رکھی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ختم نبوت کے حقیقی گواہ ہیں اور گواہوں کو مشکوک بنانے والے دراصل عقیدۂ ختمِ نبوت پر حملہ آور ہیں۔ مولانا عبدالرؤف فاروقی نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت ایمان کا حاصل ہے، اس پر امت مسلمہ میں ہمیشہ اتفاق رہا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سلسلۂ نبوت کی آخری شخصیت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کی ہدایت کی تکمیل کے لیے تشریف لائے، اللہ تعالیٰ نے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کا تکوینی انتظام فرمایا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لیے قیامت تک بنیاد فراہم کر گئے۔ تحریک ختم نبوت کی بنیاد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے خون سے رکھی اور فتنۂ ارتداد کا قلع قمع کیا، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ نے کہا کہ قدیم وجدید تمام فتنوں کے سدباب کے لیے اسلام کو بطور نظام حیات نافذ کرنے کی فوری ضرورت ہے، انہوں نے کہا کہ شہداءِ ختم نبوت کے مشن کی تکمیل کے لیے مجلس احرار اسلام کا تسلسل کے ساتھ کردار ہماری دینی وقومی تاریخ کا اہم باب ہے، دیگر مقررین نے کہا کہ پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جبکہ حاجی نمازی حکمرانوں نے ۱۹۵۳ء میں دس ہزار شہداءِ ختم نبوت کے خونِ بے گناہی سے ہاتھ رنگے۔ آج پھر شہداء ۱۹۵۳ء کے جذبے کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ یہ ملک امن کا گہوارہ اور مثالی اسلامی فلاحی ریاست بن سکے، مقررین نے کہا کہ ایک ہزار سے زائد پاکستانی قادیانی اسرائیلی فوج اور یہودی اداروں میں کام کر رہے ہیں اور پاکستان میں غیر ملکی سرمائے پر چلنے والی این جی اوز کفر والحاد اور جاسوسی کے اڈے ہیں، حکومت اس قسم کی این جی اوز کو بین کرے اور ان کے اہل کاروں کو ان کے ممالک میں واپس بھیجے، کانفرنس میں منظور کی جانے والی قراردادوں میں مطالبہ کیا گیا کہ ۷ر ستمبر کو قومی دن کے طور پر منایا جائے، ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے، قادیانی اوقاف کو سرکاری تحویل میں لیا جائے، قادیانی باغی گروپ کے سربراہ چودھری احمد یوسف قتل کیس میں نامزد قادیانی ملزمان کو بلاتاخیر گرفتار کیا جائے۔

مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام بورے والہ میں عشرۂ ختم نبوت کا اجتماع

بورے والا (۹ر ستمبر) تحریک ختم نبوت کے رہنماء اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ قادیانی فتنے کی تباہ کاریوں سے اُمت مسلمہ کو بچانا اور اگلی نسلوں کے ایمان وعقیدے کو محفوظ رکھنے کے لیے جدوجہد کرنا ہماری بنیادی ذمہ داری ہے۔ وہ مسجد ختم نبوت گرین ٹاؤن (لاہور روڈ) بورے والا میں ''عشرۂ ختم نبوت'' کے سلسلہ میں منعقدہ اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ اِس موقع پر قاری ظہور احمد، صوفی عبدالشکور احرار، محمد نوید طاہر، قاری منصور احمد، قاری معاویہ حسن اور دیگر ذمہ داران بھی موجود تھے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو پارلیمنٹ میں لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو بھٹو مرحوم کے دورِ اقتدار میں جو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا اِس پر قومی اسمبلی کے تمام اراکین متفق تھے۔ یہ تاریخی فیصلہ علامہ اقبال مرحوم کے عقائد وخیالات کا آئینہ دار ہے اور بھٹو مرحوم نے اِس فیصلے کو پاکستانی قوم کے مذہب وعقیدے کا ترجمان قرار دیا تھا۔ جسے مُسلمہ جمہوری طریقے سے بھی منظور کیا گیا، خالد چیمہ نے کہا کہ بعض قوتیں قانون توہین رسالت اور ۷۴ء کی قراردادِ اقلیت کو ختم کرانے کی سازشیں کر رہی ہیں، ایسی سازشیں دم توڑ جائیں گی، مسلمان جتنا بھی کمزور ہو جائے وہ ناموس رسالت پر مر مٹنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے، عبداللطیف خالد چیمہ نے نئی نسل پر زور دیا کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد کے پس منظر کو سمجھے اور تعلیم وتر

بیت، میڈیا اور لابنگ کے ذریعے قادیانی ریشہ دوانیوں کے سدباب کے لیے کمر بستہ ہو جائے۔

مرزا مسرور کا لاکھوں افراد کو قادیانی بنانے کا دعویٰ جھوٹ ضرب جھوٹ ہے

چیچہ وطنی (۱۰ ستمبر) دینی جماعتوں نے مرزا مسرور احمد کے لندن سے اس دعویٰ کو مضحکہ خیز قرار دیتے ہوئے مسترد کیا ہے کہ ''دنیا بھر میں پانچ لاکھ افراد کو قادیانی بنالیا گیا ہے''۔ متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنوینئر اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ قادیانی جماعت اپنے بانی مرزا قادیانی کے بنیادی اصول دجل وفریب اور جھوٹ ضرب جھوٹ پر ہی قائم ہے اور اُسے اپنے جعلی نبی کے اس اصول پر قائم رہنا بھی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ مرزا قادیانی نے ''براھین احمدیہ'' نامی کتاب کے حوالے سے خود لکھا ہے کہ ''پہلے ۵۰ (پچاس) حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر ۵ (پانچ) پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نکتے کا فرق ہے اس لیے پانچ حصے سے وہ وعدہ پورا ہو گیا''۔ (روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۹)

انہوں نے کہا کہ لندن میں قادیانی اجتماع خود اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ عالم کفر خصوصاً امریکہ اور مغربی ممالک قادیانی جماعت کی پُشت پر ہیں اور وہی ان کے سپانسرڈ بھی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مرزا مسرور احمد نے تو خود تسلیم کرلیا ہے کہ وہ قادیانیت ترک کرنے والے نوے ہزار سابق قادیانیوں کو منانے کے لیے کوشاں ہیں، خالد چیمہ نے کہا کہ اس سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ جاتی ہے کہ قادیانی جماعت روبہ زوال ہے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ 7۔ ستمبر کو اس مرتبہ عالمی سطح پر ''یوم تحفظ ختم نبوت'' کا جوش وخروش کے ساتھ منایا جانا اس بات کی غمازی ہے کہ دنیا قادیانی عقائد کی حقیقت جاننے لگی ہے اور دھوکہ دہی اور فراڈ کے دن تھوڑے ہی ہوا کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ۱۷/۱۸ ستمبر کو جنیوا میں ہونے والی عالمی کانفرنس میں پاکستان اور پاکستانی سفیر کو شرکت کی دعوت نہ ملنا پاکستانی سفارت کاری کی ناکامی ہے۔ حکومت کو اس پر غور کرنا چاہیے اور عالمی سطح پر پاکستان کو بدنام کرنے والی قادیانی جماعت کی خلافِ آئین سرگرمیوں کا سخت نوٹس لینا چاہیے۔

گستاخانہ فلم شرمناک فعل اور دہشت گردی ہے

لاہور (۱۴ ستمبر) مجلس احرارِ اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری، پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، قاری محمد یوسف احرار، مولانا محمد مغیرہ، میاں محمد اویس، قاری محمد اصغر عثمانی، مفتی عطاء الرحمٰن قریشی، مولانا احتشام الحق معاویہ، مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی، حافظ محمد اسماعیل، حافظ عبدالرحیم نیاز اور دیگر نے مختلف مقامات پر احتجاجی اجتماعات اور بیانات میں کہا ہے کہ حق و باطل کی جنگ ازل سے ابد تک رہے گی، امریکہ، اسلام اور مسلم دشمنی میں پاگل ہو گیا ہے، قرآن پاک کی بے حرمتی، توہین رسالت کا اِرتکاب اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی پر گُستاخانہ فلم اِنتہائی قابل مذمت بلکہ شرمناک فعل ہے، اِن رہنماؤں نے کہا کہ اِنسانی حقوق کے تحفظ کا لبادہ اوڑھ کر عالم کفر کا سرغنہ امریکہ طاقت کے بل بوتے پر کمزور و مظلوم اقوام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے اقدامات کر رہا ہے جو براہ راست توہینِ انسانیت اور ہولناک دہشت گردی ہے، انہوں نے کہا کہ اسلام ایسی فسطائیت سے ہر گز ختم نہیں ہوگا اور ''ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔''

علاوہ ازیں مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے جامع مسجد کریمیہ کمالیہ میں ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے تاریخی حوالے سے نماز جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب

کرتے ہوئے کہا ہے کہ پوری دنیا میں صرف مذہبی طبقات ہی عالمی استعمار کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ ۱۹۵۳ء میں حاجی نمازی حکمرانوں نے دس ہزار عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے گولیوں سے چھلنی کیے جبکہ ۱۹۷۴ء میں بھٹو مرحوم جیسے حکمران نے لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا، انہوں نے کہا کہ قادیانی آئینی فیصلے کو ماننے سے انکاری ہیں جبکہ پیپلز پارٹی قادیانیوں کو کلیدی عہدوں پر مسلط کر رہی ہے، انہوں نے کہا کہ ایف آئی اے کے ڈائریکٹر جنرل جیسے حساس عہدے پر سکہ بند قادیانی انور ورک کو مسلط کرنا ملک وملت کے لیے انتہائی خطرناک ہے، انہوں نے کہا کہ الطاف حسین لندن میں بیٹھ کر جبکہ بعض سیاستدان پاکستان میں بیٹھ کر گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قادیانیوں کی سرپرستی کر رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ قادیانی اکھنڈ بھارت کے حامی ہیں، عدالتی اور پارلیمنٹ کے فیصلے کو تسلیم نہیں کر رہے، قادیانی بنیادی شہری حقوق کے بھی حقدار نہیں۔

☆سزائے موت کو ختم کرنے کی تجویز عالمی استعمار کا ایجنڈا ہے
☆گستاخانِ رسول کے خلاف قانون پر عمل نہ ہوا تو مسلمان خود گستاخوں کا قلع قمع کر دیں گے

(عبداللطیف خالد چیمہ کی روزنامہ اسلام سے گفتگو)

لاہور (۱۵ رستمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ مرکز کی طرف سے صوبوں سے یہ رائے مانگنا کہ ''سزائے موت کو ختم کر دیا جائے'' نہ صرف نص قرآنی سے انحراف ہے بلکہ دستورِ پاکستان کی بھی نفی ہے۔ روزنامہ ''اسلام'' سے بات چیت میں انہوں نے کہا کہ اصل میں یہ پروگرام اُسی عالمی ایجنڈے کا حصہ ہے۔ جس کے تحت مسلم ممالک کے بچے کھچے اسلامی تشخص کو ختم کرنا مقصود ہے اور اس کا اصل ہدف قانون توہین رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے قوانین ہیں جسے امریکہ اپنے پروردہ حکمرانوں کے ذریعے مکمل کروانا چاہتا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمان جتنا بھی کمزور ہو جائے وہ ناموس رسالت پر مرمٹنے کو دنیا و آخرت کی سرخروئی سمجھتا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت پر اپنی جان قربان کرنے والے پہلے شہید سیدنا حبیب ابن زید انصاری رضی اللہ عنہ، شہداء یمامہ، غازی علم الدین شہید، عامر عبدالرحمٰن چیمہ اور غازی ممتاز قادری کے کردار کو ہر حال میں زندہ رکھا جائے گا اور اللہ کی تکوین ایسی ہوگی کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اگر قانون حرکت میں نہیں آئے گا تو مجبوراً لوگ گستاخوں کا قلع قمع کر دیں گے، ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ سزائے موت قرآنی والہامی قانون ہے اس قانون کے خلاف ہرزہ سرائی فکری اِرتداد ہے اور قیام ملک کے اساسی نظریے سے صریحاً غداری ہے، انہوں نے کہا کہ قرآن کریم کی سورۃ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''مومنو! تم کو مقتولوں کے بارے میں قصاص (یعنی خون کے بدلے خون کا حکم دیا جاتا ہے''۔) اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''دین اسلام سے نکل جانے والے (مرتد) کو قتل کرو......! ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ قانونی طور پر مرکز صوبوں سے یہ رائے مانگنے کا مجاز ہی نہیں، انہوں نے کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دورِ اقتدار میں ۱۹۷۳ء کے آئین میں قراردادِ مقاصد کے علاوہ ایسی شقیں آئین میں شامل کی گئیں جو پاکستان ایک خالص اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے بنیاد فراہم کرتی ہیں، عبداللطیف خالد چیمہ نے مزید کہا کہ دستورِ پاکستان دین اسلام کو ریاست کا سرکاری مذہب قرار دیتا ہے اور آرٹیکل ۳۱ میں درج ہے کہ ''پاکستان کے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق مرتب کرنے کے قابل

بنانے کے لیے اور انہیں ایسی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے جن کی مدد سے وہ قرآن پاک اور سنت کے مطابق زندگی کا مفہوم سمجھ سکیں۔ پاکستان کے مسلمانوں کے بارے میں مملکت مندرجہ ذیل کے لیے کوشش کرے گی۔ قرآن پاک اور اسلامیات کی تعلیم کو لازمی قرار دینا، عربی زبان سیکھنے کی حوصلہ افزائی کرنا اور اس کے لیے سہولت بہم پہنچانا اور قرآن پاک کی صحیح اور من وعن طباعت اور اشاعت کا اہتمام کریں''۔ خالد چیمہ نے کہا کہ آج تک کے حکمران قائداعظم کے خیالات کی غلط تعبیر کرتے رہے، حالانکہ قائداعظم نے اسلامی قانون کی حکمرانی کی بات بار بار دہرائی تھی، قائداعظم کو سیکولر ثابت کرنے والے تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں......! اِن حالات میں صورتحال کا حل کیا ہے؟ کے سوال پر انہوں نے کہا کہ حکمران اور سیاستدان ۱۹۷۳ء کے متفقہ آئین کو فالو کریں، ملک کے اساسی نظریے کے خلاف کام کرنے والی تنظیموں کا محاسبہ کیا جائے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تمام مکاتب فکر کے متفقہ ۲۳ نکاتی فارمولے پر متفق ومتحد ہو کر خالص اور مکمل اسلامی نظام کے لیے آئینی جدوجہد کریں۔

قادیانیوں کی اسلام اور مسلم دشمنی کی ایک اور ذلیل حرکت

قادیانی سربراہ مرزا مسرور کی طرف سے امریکہ کی حمایت

لاہور (۱۷ستمبر) توہین اسلام، توہین قرآن اور توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی فلم پر امریکہ کے خلاف پوری دنیا کے مسلمانوں میں ردِعمل اور احتجاج شدت اختیار کر گیا ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان، ملعون امریکی پادری ٹیری جونز کی ناپاک جسارت پر سراپا احتجاج ہیں، لیکن اس کے برعکس توہین آمیز فلم کے معاملے پر قادیانی امریکہ کی حمایت میں کھڑے ہو گئے ہیں، ایک میڈیا رپورٹ کے مطابق قادیانیوں کے انٹرنیشنل مرکز لندن سے جاری ہونے والے ایک حیرت انگیز بیان میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا مسرور احمد اور اس کی کابینہ نے امریکہ کا کھل کر ساتھ دیتے ہوئے، لیبیا میں مسلمانوں کے مظاہروں اور امریکی سفارت کاروں کے قتل کی شدید مذمت کی ہے، قادیانی جماعت کے ترجمان جریدے ''احمدیہ ٹائمز'' میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں امریکیوں کی حمایت کرتے ہوئے، یہ واضح کیا گیا ہے کہ ''اسلام بھی کسی بے گناہ کے قتل کی حمایت نہیں کرتا''۔ اعلیٰ امریکی عہدیداروں کو اپنی کاسہ لیسی اور وفاداری کا بھرپور یقین دلاتے ہوئے ایک تحریری بیان میں امریکہ میں موجود قادیانی کمیونٹی کے نیشنل ڈائریکٹر آف پبلک افیئرز امجد محمود خان نے اسلام اور پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) مخالف فلم، ملعون امریکی پادری ٹیری جونز کی بیہودہ حرکات اور امریکہ کے اسلام فوبیا کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے اپنا فوکس صرف امریکی سفارت کاروں کی ہلاکت، دہشت گردی، انتہا پسندی اور مسلمانوں کے مظاہروں پر مرکوز رکھا اور امریکیوں کو اپنے ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کروائی ہے اس صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریک ختم نبوت کے ایک رہنما اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ عالم اسلام امریکی پادری کی ہرزہ سرائی کے خلاف سراپا احتجاج ہے جو مسلمانوں کا اِنسانی حق ہے، جبکہ قادیانی، توہین اسلام اور توہین رسالت پر شادیانے بجا رہے ہیں، قادیانیوں کی طرف سے امریکی پادری کی حمایت اور امریکہ کو یقین دہانیاں اس بات کی غماز ہیں کہ قادیانی جماعت کی سوچ اور مفادات یہودیت وصہیونیت سے ہی وابستہ ہیں، اسرائیل میں سینکڑوں کی تعداد میں پاکستانی قادیانی یہودی خدمات انجام دے رہے ہیں، عبداللطیف خالد چیمہ نے بی بی سی اردو سروس سمیت بعض عالمی نشریاتی اداروں پر الزام عائد کیا ہے کہ وہ مسلم دشمنی اور مسلم کشی کی حمایت کر رہے ہیں اور قادیانیوں کی خود ساختہ مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹ کر حقائق کو مسخ کر رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ بی بی سی اردو سروس سمیت تمام نشریاتی اداروں کو اپنی غیر جانبداری یقینی بنانی چاہیے اور ربوہ برانڈ ارتداد کی حمایت کے ساتھ ساتھ تحریک ختم نبوت کا مؤقف بھی جاننا چاہیے۔

چنیوٹ میں حافظ محمد ابوبکر کی شہادت

چیچہ وطنی (۲۲ ستمبر) مجلس احرارِ اسلام اور تحریک ''تحفظ ختمِ نبوت'' نے اہلسنت والجماعت چنیوٹ کے ضلعی صدر حافظ محمد ابوبکر کے ظالمانہ قتل کو بدترین دہشت گردی قرار دیا ہے۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ ناموس صحابہ اور عظمت صحابہ پر قربان ہونے والوں میں حافظ محمد ابوبکر کا اضافہ تحریک تحفظ ناموس صحابہ کو جلا بخشے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ آخری فتح ناموس صحابہ کا دفاع کرنے والوں کی ہوگی ،قائدین احرار نے روزنامہ ''اسلام'' کے بیورو چیف اور کالم نگار اعجاز احمد قاسمی سے اُن کے برادرِ بزرگ حافظ محمد ابوبکر کی شہادت پر تعزیت مسنونہ کرتے ہوئے مغفرت کی دُعا کی ہے اور کہا ہے کہ حافظ محمد ابوبکر کی محبتِ صحابہ کے سچے جذبے اور دینِ حق کے لیے اوالعزمی کے ساتھ مسلسل جدوجہد کو مدتوں یاد رکھا جائے گا۔ قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری، جناب حاجی غلام رسول نیازی، اور دیگر احرار کارکنوں نے حافظ محمد ابوبکر شہید کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔

مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی میں آل پارٹیز کانفرنس

چیچہ وطنی (۲۱ ستمبر) مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی کے زیر اہتمام مرکزی مسجد عثمانیہ میں تحریک ختم نبوت کے رہنما عبداللطیف خالد چیمہ کی صدارت میں آل پارٹیز ''تحفظ ناموس رسالت کانفرنس'' اور بڑے احتجاجی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا محمد ارشاد، مرکزی انجمن تاجران (رجسٹرڈ) کے صدر شیخ محمد حفیظ، مجلس احرار اسلام کے رہنما حافظ محمد عابد مسعود، پریس کلب کے حافظ ساجد محمود، انجمن تحفظ حقوق شہریاں کے سرپرست شیخ عبدالغنی، جمعیت علماء اسلام کے امیر پیر جی عزیز الرحمٰن، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا کفائت اللہ حنفی، جماعت اسلامی کے رہنما حق نواز خان درانی ،اہلحدیث رہنما قاری محمد اکرم ربانی، اہلسنت والجماعت کے مولانا قاری محمود احمد، جماعۃ الدۃ کے حافظ محمد عاطف ،قانون دان چودھری خادم حسین ایڈووکیٹ، تحریک طلباء اسلام کے ذیشان آفتاب اور دیگر مقررین نے کہا ہے کہ یوم عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سرکاری اعلان کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں، لیکن حکومت اس کے عملی تقاضوں سے انحراف کر رہی ہے، اسلام آباد میں مظاہرین کو امریکی سفارت خانے کی طرف احتجاج کرنے سے روکنے والے حکمران امریکی ڈرون حملوں کی اجازت دے رہے ہیں اور عالمی دہشت گرد امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کو نیٹو سپلائی کی اجازت دے رکھی ہے، مقررین نے کہا کہ پوری دنیا کے مسلمان ناموس رسالت کے تحفظ کی جدوجہد میں ایک ہو چکے ہیں یہی قدرِ مشترک دنیا میں کامیابی اور امن کی ضمانت ہے، عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ توہین آمیز خاکوں کا آغاز دس سال قبل قادیانیوں کی سازش سے ہوا تھا، اب بھی قادیانی یہود و ہنود کی ایجنٹی کا گھناؤنا کردار ادا کر رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ توہین آمیز فلم کے معاملے پر قادیانی امریکہ کی حمایت میں کھڑے ہو گئے ہیں، انہوں نے کہا کہ امریکہ میں موجود قادیانی کمیونٹی کے نیشنل ڈائریکٹر آف پبلک افیئر ز امجد محمود خان نے اسلام مخالف فلم ملعون امریکی پادری ٹیری جونز کی بیہودہ حرکات کی تائید کی ہے اور اسلام پسند قوتوں کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے، اجتماع کی قرار دادوں میں مطالبہ کیا گیا کہ اقوام متحدہ توہین انبیاء کرام علیہم السلام کے خلاف بین الاقوامی سطح پر قانون سازی کرے اور قادیانیوں کو اسلام کا ٹائٹل استعمال کرنے سے روکے، علاوہ ازیں متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی ساہیوال ڈویژن اور دیگر مذہبی تنظیموں کی اپیل پر ڈویژن بھر میں سخت احتجاج کیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ امریکی پادری کو سزا دی جائے، امریکی سفیر کو ملک بدر کیا جائے، حکومت عالمی دہشت گرد امریکہ کی تابعداری ختم کرے اور نیٹو سپلائی بند کی جائے۔

کامیاب ہڑتال مسلمانوں کی دینی غیرت وحمیت کا ثبوت ہے

لاہور (۲۱ ستمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے ''یومِ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' اور ''یوم احتجاج'' کے موقع پر حکومت کی طرف سے ریاستی طاقت کے استعمال کو ہدف تنقید بناتے ہوئے شدید الفاظ میں مذمت کی ہے، ان رہنماؤں نے کہا ہے کہ حکومت نے طاقت کا استعمال کر کے لوگوں کو مشتعل کیا ہے اور اشتعال کو غلط رنگ دیا جارہا ہے، اس قسم کی کارروائیوں کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے، متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے قائدین مولانا زاہدالراشدی، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا عبدالرؤف فاروقی، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، رانا محمد شفیق خاں پسروری اور ایوب بیگ مرزا نے کامیاب ہڑتال اور احتجاج پر پوری قوم کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا ہے کہ قوم کے تمام طبقات نے ہم آہنگی و یکجہتی کا مظاہرہ کر کے مثالی دینی غیرت وحمیت کا ثبوت دیا ہے، جسے تحریک تحفظ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے قائدین نے مختلف مقامات پر ریاستی طاقت کے استعمال کو فسطائیت سے تعبیر کرتے ہوئے مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ اس قسم کے ہتھکنڈوں سے دینی تحریکیں پروان چڑھا کرتی ہے۔

گستاخانہ فلم اور توہین رسالت پر ملک بھر میں ہڑتال، احتجاجی مظاہرے

احرار اور متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے احتجاجی اجلاس

لاہور (۲۱ ستمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام لاہور، ملتان، راولپنڈی، کراچی، گجرات، چیچہ وطنی، ٹوبہ ٹیک سنگھ، کمالیہ، تلہ گنگ، چناب نگر، چنیوٹ، رحیم یار خان اور دیگر مقامات پر احتجاجی اجتماعات، مظاہروں اور بیانات میں قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری، پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، قاری محمد یوسف احرار، مولانا محمد مغیرہ، میاں محمد اویس اور دیگر رہنماؤں نے کہا کہ یومِ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا سرکاری اعلان تو خوش آئند ہے لیکن حکمرانوں اور سیاستدانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ امریکی غلامی کا طوق حقیقی معنوں میں اتار پھینکیں ورنہ قوم خود انہیں مسترد کردے گی، سید عطاء المہیمن بخاری نے بڑے احتجاجی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پوری دنیا کے مسلمان ناموس رسالت پر ایک ہیں اسی لیے دشمن اس عقیدے پر وار کر رہا ہے، انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وار ہوگئے، ہمارا خون اس کام آ جائے تو ہماری خوش بختی ہوگی، عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ محسن انسانیت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین کا حق مانگنے والے دنیا کے امن کے دشمن ہیں، قادیانی گروہ توہین رسالت کرنے والوں کے ساتھ کھڑا ہے، سید محمد کفیل بخاری نے ملتان میں تمام دینی جماعتوں کی مشترکہ ریلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام آباد کے سفارتی علاقے سے مظاہرین کو دور رکھنے والے حکمران ڈرون حملوں کے ذریعے مسلمانوں کو ذبح کروا رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ توہین رسالت دراصل عالم کفر کی ذہنی پسماندگی اور عملی شکست کا مظہر ہے، راولپنڈی کی مرکزی احتجاجی ریلی میں مجلس احرارِ اسلام کے رہنماؤں مولانا محمد ابوذر، محمد ناصر، چودھری خادم حسین اور دیگر رہنماؤں نے ایک بڑے جلوس کی صورت میں شرکت کی، اسی طرح جتوئی ضلع مظفر گڑھ میں ڈاکٹر عبدالرؤف اور ڈاکٹر ریاض احمد کی قیادت میں احرار کارکنوں نے مسجد فاروقیہ سے نکلنے والی تحفظ ناموسِ رسالت ریلی میں شرکت کی۔ علاوہ ازیں متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے قائدین مولانا زاہدالراشدی، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، عبداللطیف خالد چیمہ، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مولانا عبدالرؤف فاروقی، ایوب بیگ مرزا، رانا محمد شفیق خاں پسروری اور دیگر نے مختلف مقامات پر احتجاجی مظاہروں اور اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملعون پادری کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور اقوام متحدہ توہین

انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے بین الاقوامی سطح پر قانون سازی کرے ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی کے قائدین نے کہا کہ اسامہ بن لادن کو شہید کرنے کے لیے چڑھائی کرنے والے امریکی ملعون گستاخ پادری کو ہمارے حوالے کریں ورنہ یاد رکھنا چاہیے کہ ظلم کے دن تھوڑے ہیں، اِن قائدین نے کہا کہ قوم مشتعل ہونے کی بجائے تدبر و حکمت کا راستہ اختیار کرے اور بصیرت کے ساتھ میڈیا اور لابنگ جیسے محاذ مضبوط بنائے جائیں، ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی اور مختلف دینی جماعتوں کے زیر اہتمام مختلف مقامات پر قائدین نے احتجاجی مظاہروں اور احتجاجی اجتماعات سے خطاب کیا اور کہا کہ تحریک تحفظ ناموس رسالت کے لیے ایک مشترکہ پلیٹ فارم کی فوری ضرورت ہے۔

امریکی صدر کا بیان قابل مذمت.........امریکہ دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ہے

لاہور (۲۳ رستمبر) تحریک ختم نبوت کے راہنما اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ امریکی پالیسیاں اور امریکی صدر اوبامہ کے بیانات شدت پسندی کا اصل موجب ہیں امریکی صدر اوبامہ کے بیان کہ ''اسلام مخالف فلم سے شدت پسند فائدہ اٹھا کر امریکی مفادات کو نقصان پہنچا رہے ہیں'' پر تبصرہ کرتے ہوئے خالد چیمہ نے کہا کہ امریکہ دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ہے جس کی پالیسیاں اسلام اور مسلم دشمنی پر مبنی ہیں جب تک امریکہ اور عالم کفر اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کر کے تبدیل نہیں کرتے مسلمانوں کے فطری ردِّعمل کو کنٹرول کرنا کسی کے بس میں نہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکمران یاد رکھیں کہ توہین رسالت جیسے واقعات کو برداشت کرنا کم سے کم درجے کے مسلمان کے لیے بھی ناقابل برداشت ہے انہوں نے کہا کہ پاکستانی حکمران قوم کو وہ سبق باور نہیں کروا سکتے جو حکمرانوں نے امریکہ سے پڑھا ہے انہوں نے کہا کہ حمیت سے خالی حکمران صلیبی جنگ کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس کیلیے غیرت اور جہادی جذبے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم پاکستان نے عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کانفرنس سے خطاب میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ خوش آئند ہیں لیکن ان خیالات کو سرکاری پالیسی بنانے کی ضرورت ہے ویسے وزیر اعظم کو یاد رکھنا چاہیے کہ:

یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لیجئے
اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام آل پارٹیز کانفرنس، عبداللطیف چیمہ و دیگر کا خطاب

چیچہ وطنی (۲۴ رستمبر) جمعیت علماء اسلام چیچہ وطنی کے زیر اہتمام آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سیمینار کے مقررین نے کہا ہے کہ ہمیں پاکستان کی سلامتی عزیز ہے۔ لیکن تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہمیں کوئی چیز عزیز نہیں اور اس مشن پر ایک نہیں ہزاروں پاکستان قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ اسلام کی بقاء اور تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی پاکستان اور اُمت مسلمہ کی بقاء ہے اور ہم بنیادی نظریات کے تحفظ کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہیں پیر جی عبدالجلیل رائے پوری کی زیر صدارت سیمینار سے مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل اور متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنونیئر عبداللطیف خالد چیمہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا محمد ارشاد، جمعیت علماء اسلام پنجاب کے ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات حافظ حبیب اللہ چیمہ، جماعت الدۃ کے مرکزی رہنما مولانا طاہر طیب بھٹوی، پیپلز پارٹی کے ایم پی اے چوہدری شہزاد سعید چیمہ، پاکستان تحریک انصاف کے رہنما رائے مرتضیٰ اقبال، اہل سنت والجماعت کے صدر مفتی محمد احسن، جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر مولانا عبدالحمید تونسوی، مولانا محمد اسماعیل، پیر جی عزیز الرحمٰن، مسلم لیگ (ن) کے رہنما شیخ محمد حفیظ مولانا محمد اکرم ربانی، انجمن تاجران کے حافظ محمد بلال، جمعیت علماء پاکستان کے حاجی حبیب الرحمٰن بھلر، محمد رمضان بھگیلا سمیت دیگر مقررین

نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں دفاع حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں اوراس کے لیے مسلمان ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار ہیں، اُنہوں نے کہا کہ یوم عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے والے صدراور وزیراعظم کو چاہیے کہ امریکی سفیر کو واپس بھیج کر امریکہ سے مطالبہ کیا جائے کہ ملعون پادری ٹیری جونز کو اُمت مسلمہ کے حوالہ کیا جائے۔ پوری دنیا میں احتجاج کیا جاری ہے۔ اُمت مسلمہ کو چاہیے کہ امریکہ سمیت کفریہ طاقتوں کا مکمل بائیکاٹ کرکے ایک مؤقف پر ڈٹ جائیں تو یہود ونصاریٰ سے زیادہ بزدل کسی کو نہیں پائیں گے۔ اب وقت ہے کہ مسلم ممالک ایک ایجنڈے پر متفق ہوکر عالم کفر کا ناطقہ بند کریں۔ مقررین نے کہا کہ سوئس حکام کو خط نہ لکھنے پر ایکشن اور پاک فوج پر حملہ کے بعد نیٹو سپلائی پر پابندی لگانے والے چیف جسٹس اور آرمی چیف اپنی غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے تحفظ ناموس رسالت کی خاطر فوری ایکشن لیتے ہوئے پاکستانی قوم کی نمائندگی کرتے ہوئے امریکی سفیر کی ملک بدری، نیٹو سپلائی پر پابندی عائد کریں، مقررین نے کہا کہ ہم پھر کہتے ہیں کہ ناموس رسالت کے تحفظ سے زیادہ ہمیں کوئی چیز عزیز نہیں تحفظ ناموس رسالت پہلے اور تحفظ پاکستان بعد میں ہوگا اوراس کے لیے مسلمان متحد ومتفق ہیں اور کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے، مقررین نے مطالبہ کیا کہ امتناع قادیانیت ایکٹ پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے اور چناب نگر (سابق ربوہ) پر قادیانی اجارہ داری ختم کرائی جائے۔

گستاخ رسول کو زندہ رہنے کا حق نہیں، اوباما کا بیان منافقت کی بدترین مثال ہے (سید محمد کفیل بخاری)

ساہی وال (۲۶ر ستمبر) جمعیت علماء اسلام ضلع ساہی وال کے زیر اہتمام جامع مسجد نور میں آل پارٹیز کانفرنس سے مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلما ہر قیمت پر ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں گے۔ انھوں نے کہا کہ امریکی صدر اوباما کا بیان منافقت اور دھوکے کی بدترین مثال ہے۔ اگر امریکی قانون توہین آمیز فلم پر پابندی کی اجازت نہیں دیتا تو اسلام کا قانون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وگستاخی کرنے والے کو زندہ رہنے کا حق نہیں دیتا۔ انھوں نے کہا کہ مسلم ممالک کے سربراہان کی ذمہ داری ہے کہ او آئی سی کے پلیٹ فارم سے امریکہ ویورپ اوراقوامِ متحدہ کو مجبور کردیں کہ وہ وہینِ انبیاء علیہم السلام کو قابلِ سزا جرم قرار دیں۔ انھوں نے کہا کہ مسلمان پیغمبر امن سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاننے والے ہیں۔ لیکن یہود ونصاریٰ دہشت گردی اور گستاخی اور توہین رسالت کرکے دنیا کا امن تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ آل پارٹیز کانفرنس کی صدارت جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر مولانا عبدالحمید تونسوی (شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ) نے کی۔ جبکہ مولانا کلیم اللہ رشیدی، مولانا مفتی ذکاء اللہ، مولانا قاری منظور احمد طاہر، مفتی منصور احمد، شیخ اعجاز رضا اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔ جمعیت علماء اسلام پنجاب کے سیکرٹری اطلاعات حافظ حبیب اللہ چیمہ اور ضلعی جنرل سیکرٹری قاری سعید بن شہید نے کانفرنس کو کامیاب بنانے میں مؤثر کردار ادا کیا۔

توہینِ رسالت کے مرتکب دنیا کا امن تباہ کرنا چاہتے ہیں

گجرات (۲۹ر ستمبر) تحریک ختم نبوت کے راہنما اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ توہین رسالت کی سزا موت ہے اور توہین رسالت کا حق مانگنے والے دنیا کا امن تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ اسلام دین فطرت ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام اور آسمانی کتابوں کے مکمل احترام کا درس دیتا ہے۔ وہ مسجد احرار ماڈل ٹاؤن گجرات میں ''تحفظ ناموس رسالت اور ہماری ذمہ داریاں'' کے عنوان پر اجتماع سے خطاب کررہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ امت کے

تمام طبقات تحفظ ناموسِ رسالت کے حوالے سے ایک ہی مؤقف رکھتے ہیں۔ تمام طبقات کے لیے یہ مضبوط ترین قدرِ مشترک ہے اسی لیے یہود ونصاریٰ اسی پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت قانونِ توہینِ رسالت کو ختم یا غیر مؤثر کرنے کا خیال دل سے نکال دے اور بین الاقوامی سطح پر اس مسئلے پر مؤثر لابنگ کرے، انہوں نے کہا کہ قادیانی گروہ اس مسئلے پر امریکا کے ساتھ کھڑا ہے اور قادیانی جماعت کے انٹرنیشنل افیئرز کے انچارج محمود احمد خان' توہینِ رسالت کے مرتکبین کو تسلیاں دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا قادیانی کائنات میں بدترین گستاخانِ رسول ہیں، حکومت امتناعِ قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد سے گریزاں ہے۔ بعدازاں عبداللطیف خالد چیمہ نے صحافیوں سے ملاقات میں بتایا کہ اسلام آباد میں حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ہونے والی اے پی سی میں تمام مکاتب فکر کی مذہبی قیادت نے یکساں مؤقف اپناتے ہوئے اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ توہینِ رسالت کا بین الاقوامی قانون منظور کرے اور توہینِ رسالت کے ملزم کو ہمارے حوالے کیا جائے، انہوں نے کہا کہ تعلیم وتربیت میڈیا اور لابنگ کے ذریعے ہمیں نئی صف بندی کرنی چاہیے اور دشمن کے ہتھیار کا جواب دینے کے لیے وہی ہتھیار اور مورچے سنبھالنے ہیں۔

مسافرانِ آخرت

چیچہ وطنی میں ہمارے دیرینہ ساتھی ڈاکٹر محمد اویس کے بھائی، سعید احمد عارفی کے چچازاد محمد عرفان ۲۱ر ستمبر جمعۃ المبارک ایک ٹریفک حادثے میں انتقال فرما گئے۔

مجلس احرار اسلام (ککری کلاں، میلسی) کے کارکن میاں ریاض احمد کی خوشدامن مرحومہ، انتقال: ۱۸ر ستمبر ۲۰۱۲ء

ملتان میں ہمارے کرم فرما ملک عبدالکریم کے والد حاجی اللہ بخش مرحوم، انتقال: ۲۰ر ستمبر ۲۰۱۲ء

ملتان سینئر قانون دان اور ہمارے قدیم مہربان ملک لیاقت کمبوہ ایڈووکیٹ، انتقال: ۲۱ر ستمبر ۲۰۱۲ء

حافظ شفیق الرحمٰن (رفیق سفر حضرت پیرجی) کے سسر مولانا عبدالرحمٰن صاحب، امام مکی مسجد وہاڑی۔ انتقال: ۱۰ر ستمبر ۲۰۱۲ء

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصال ثواب اور دعاء مغفرت کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے آمین (ادارہ)

دعائے صحت

مجلس علماء اہل سنت کے رہنما مولانا یار محمد عابد مدظلہٗ پر فالج کا حملہ ہوا ہے۔ اور وہ ان دنوں شدید علیل ہیں۔ احباب ان کی صحت یابی کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ عطاء فرمائے (آمین)

اعلان

عیدالاضحیٰ کے قریب ہونے کی وجہ سے دارِ بنی ہاشم میں اکتوبر کی آخری جمعرات کو ماہانہ مجلس ذکر منعقد نہیں ہوگی۔ احباب نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

خوشخبری الحمد للہ

فتاویٰ محمودیہ کی شان دار مقبولیت کے بعد

اربابِ فتویٰ، اہلِ علم اور طالبانِ علومِ نبوت کے لیے

ایک اور عظیم الشان علمی و فقہی شاہکار

کفایت المفتی

مع اضافات جدیدہ

مفتی اعظم ہند
حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ
کے ہزاروں فتاویٰ کا مجموعہ

جدید تحقیق، تخریج اور تعلیق

14 ضخیم جلدوں میں

زیرِ سرپرستی
شیخ الحدیث حضرت مولانا
سلیم اللہ خان صاحب زید مجدہم
رئیس جامعہ فاروقیہ کراچی

اب منظرِ عام پر!

زیرِ نگرانی **دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی**

امتیازی خصوصیات

- **تخریج:** ہر مسئلہ کی امہات کتب کے متداول نسخوں سے تخریج
- **تبویب:** متفرق و منتشر مسائل کی بطرز فقہی کتب والابواب، جدید تبویب و ترتیب
- **تحقیق وتعلیق:** عرف، مخصوص حالات یا مقام کی وجہ سے غیر مفتی بہ اقوال پر دیے گئے فتاویٰ کی نشان دہی کے ساتھ ساتھ موجودہ زمانے میں مفتی بہ قول کی تصریح
- **مراجعت وتصحیح:** کفایت المفتی کے ہر سوال و جواب کا قدیم ہندوستانی نسخے کے ساتھ مکمل موازنہ و تصحیح
- **اضافہ رسائل:** مجموعہ کفایت المفتی میں کثیر تعداد میں شامل رسائل، متعلقہ باب میں مستقل رسالے کی صورت میں

دیگر خصوصیات

1. تدوینِ فقہ و فتاویٰ سے متعلق تفصیلی مقدمہ
2. سوانح مفتی اعظم ہند
3. جامع اور مختصر عنوانات
4. علامات ترقیم کے برمحل استعمال کا خوب اہتمام
5. ہر تخریج طلب مسئلہ میں کم از کم تین حوالہ جات
6. مشکل الفاظ کے معانی کی وضاحت
7. ہر سوال کا نمبر، ہر صفحے کے مستقل حواشی
8. کمپیوٹر کی معیاری و خوب صورت کتابت، سفید معیاری کاغذ، مضبوط جلد، اضافی پلاسٹک کور اور امپورٹڈ، مضبوط، لیمینیشن کے ساتھ خوب صورت کارٹن میں

فوری رابطہ کے لیے: **ادارہ الفاروق کراچی** جامعہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی نمبر 4، کراچی، پوسٹ کوڈ نمبر 75230، پاکستان

Tel: +92-21-34599167
Fax: +92-21-34571525
Email: info@farooqia.com

ماہنامہ کراچی **مسیحائی** کا خصوصی شمارہ

مجاہد اعظم ﷺ نمبر

زیرِ ادارت **مخدوم زادہ احمد خیر الدین انصاری** شائع ہو گیا ہے

جس میں ملکی و غیر ملکی علماء و محققین کی علمی و تحقیقی نگارشات

نبی آخر الزماں امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

کی دفاعی اور حربی حکمت عملی و فتوحات کو اُجاگر کیا گیا ہے

چند مضامین نگاروں کے اسم گرامی درج ذیل ہیں

ڈاکٹر حمید اللہ خانؒ، مولانا ڈاکٹر اسرار احمدؒ، ابو سلمان شاہ جہانپوری،
مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، میجر جنرل اکبر خان (ر)، پروفیسر عبدالجبار شاکرؒ،
شاہ مصباح الدین شکیل، محمود شیت خطاب، ڈاکٹر عبدالقدیر خاں (ایٹمی سائنس دان)،
ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری، ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن، پروفیسر خورشید احمد،
ڈاکٹر عبدالروٴف ظفر، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، مولانا عبدالرحمان کیلانی،
پروفیسر فائزہ احسان صدیقی، مفتی خالد محمود اور شاکر کنڈان وغیرہ وغیرہ۔

ضخامت 560 صفحات، چہار رنگی دیدہ زیب ٹائٹل، ہدیہ 500 روپے

رابطہ

B-197 بلاک A، نارتھ ناظم آباد کراچی۔ 74700

فون نمبر: 021-36630641، موبائل: 0332-3569913

ای میل: sanad-e-imtiaz@hotmail.com

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی: سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ علیہ
قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے
★ درجہ متوسطہ سے درجہ مشکوٰۃ شریف تک داخلے ★ دارالافتاء کا قیام
★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء ★ قیام وطعام، وظیفہ اور علاج کی سہولت
★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر وتحریر کی تربیت ★ دارالمطالعہ کی سہولت
★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

• وسیع بیسمنٹ ہال • دارالقرآن • دارالحدیث • دارالمطالعہ اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دومنزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔
تخمینہ لاگت بیسمنٹ ہال (20,00,000) بیس لاکھ روپے، لاگت فی کمرہ چار لاکھ روپے ہے
تخمینہ لاگت درس گاہیں، ہاسٹل، لائبریری، مطبخ (1,00,00,000) ایک کروڑ روپے
صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔
نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ وعشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

ترسیل زر:
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 3017-2 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 010-3017-2 بینک کوڈ: 0165

رابطہ:
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر: ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

بیماری اور بیمار پرسی کی مسنون دعائیں

1. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے:

اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

''دور کر تکلیف اے خلقت کے پروردگار اور شفا بخش تو ہی شفا دینے والا ہے۔ نہیں ہے شفا مگر آپ ہی کی طرف سے ایسی شفا دے کہ کسی قسم کی بیماری نہ چھوڑے۔'' (مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض فصل اول)

2. حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار کے پاس تشریف لے جاتے تو اس طرح اس کی تسلی فرماتے۔

لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْشَاءَ اللّٰهُ ۔ ''کوئی حرج نہیں یہ بیماری تجھے گناہوں سے پاک کریگی۔'' (بخاری ومسلم)

3. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو یہ ارشاد فرمایا کہ مریض مقام درد پر ہاتھ رکھ کر تین دفعہ بسم اللہ کہے، پھر سات مرتبہ مندرجہ ذیل دعاء پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے درد دور ہو جائے گا۔

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ۔ (مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض فصل اول)

''میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے غلبے اور اس کی قدرت کی ہر اُس تکلیف سے جسے میں پاتا ہوں اور جس کا مجھے آئندہ اندیشہ ہے۔''

4. بیماری میں مبتلا مریض کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنے والا تندرست شخص اس بیماری میں مبتلا نہ ہوگا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا۔ (ترمذی)

''سب تعریفیں اس اللہ کی جس نے مجھے بچایا اس بیماری سے جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت دی۔''

5. جو کوئی چھینک کے بعد یہ کہا کرے تو اس کو دانت اور کان کے درد سے بچاؤ رہے گا۔ (حصن حصین ص ۱۶۳ و تحفۃ الذاکرین ص ۲۳۸)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَّا كَانَ ''سب تعریفیں اللہ رب العالمین کیلئے ہر حالت پر جیسی بھی ہو۔''

6. پھلبہری، کوڑھ، پاگل پن اور تمام بری بیماریوں سے شفاء کے لئے یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُذَامِ وَالْجُنُوْنِ وَمِنْ سَيِّئِ الْاَسْقَامِ۔

''اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں پھلبہری، کوڑھ، پاگل پن اور تمام بری بیماریوں سے۔'' (ابوداؤد)

7. زہریلے جانور، ہر نقصان اور ہر بیماری سے حفاظت کے لئے یہ دعا پڑھیں:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ (مسلم)

''میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ چاہتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔''

8. بیماری سے بچنے کے لئے یہ دعا پڑھیں: وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ۔ (شعراء ۸۰) ''اور میں جب بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفاء دیتا ہے۔''

9. دوا کھانے سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اس یقین کے ساتھ پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے انشاء اللہ جلد شفا ہوگی۔

مرتبہ مولانا محمد امین معلم اسلامیات Tel:041-8814908

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY کیئر فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

Head Office: Canal View, Lahore